بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيم
وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا
مجلّہ
آوازِ حق
جمعہ سے پہلے چار رکعت کا ثبوت
مسجد میں نماز جنازہ جائز نہیں
فضائل اعمال بمقابلہ علماء اہل حدیث
معاویہؓ ھادی مہدی روایت کی تحقیق
ترک رفع یدین کا ثبوت غیر مقلد علماء سے
دوام رفع یدین پر غیر مقلدین کا فراڈ

سراج الامہ سُلطان الفقہاءرئیس المحدثین سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ

مجلّہ

شمارہ نمبر-۳

۲۰۲۳ء

آوازِ حق

بیاد

قاسم العلوم والخیرات حجتہ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

محدث عرب و عجم امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدرؒ

مناظر اسلام فاتح غیر مقلدیت مولانا محمد امین صفدر اکاڑویؒ

محقق العصر فخر اہلسنت مولانا حبیب اللہ ڈیروی رحمتہ اللہ

سُلطان المحققین مصنّف جلیل علامہ خالد محمود صاحبؒ

مجلسِ مشاورت

اپنی آراء اور تجاویز نیز سوالات وغیرہ

اس واٹس ایپ نمبر پر بھیجیں۔

0302-8133768

محمد حسن

صحابہ کرام سے متعلق اہل ایمان کا عقیدہ

امام اہلسنت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد امام علامہ حرب بن اسماعیل کرمانی المتوفیٰ 280ھ فرماتے ہیں:

ذكر محاسن أصحاب رسول الله -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-[كلِّهم أجمعين] والكف عن ذكر مساويهم و [الخلاف] الذي شجر بينهم (٦)، فمن سب أصحاب رسول الله -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-، أو أحدًا منهم، [أو تنقصه] أو طعن عليهم، أو عرَّض بعيبهم، أو عاب أحدًا منهم، [بقليل أو كثير، أو دق أو جل مما يتطرق به إلى الوقيعة في أحد منهم] ، فهو مبتدع رافضي خبيث مخالف، لا قبل الله صرفه ولا عدله ، بل حبهم سنة، والدعاء لهم قربة، والاقتداء بهم وسيلة، والأخذ بآثارهم فضيلة. وخير [هذه] الأمة بعد النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أبو بكر، وخيرهم بعد أبي بكرعمر،
وخيرهم بعد عمر عثمان، وقال قوم من أهل العلم وأهل السنة: وخيرهم بعد عثمان علي (١)، ووقف قوم على عثمان، وهم خلفاء راشدون مهديون.ثم أصحاب محمد (٢) -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بعد هؤلاء الأربعة خير الناس، لا يجوز لأحد أن يذكر شيئًا من مساوئهم، ولا يطعن على أحد منهم بعيب، ولا بنقص (٣) [ولا وقيعة] (٤)، فمن فعل ذلك فالواجب (٥) على السلطان تأديبه وعقوبته، ليس له أن يعفو [عنه] (٦)، بل يعاقبه ثم (٧) يستتيبه، فإن تاب قبل منه، وإن لم يتب (٨) أعاد عليه العقوبة ثم (٩) خلده الحبس، حتى يتوب ويراجع (١٠)، [فهذا السنة في أصحاب محمد -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ]۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی خوبیوں کو ذکر کیا جائے اور ان کا براتذکرہ کرنے سے اور انکے باہمی جھگڑوں کو کو ذکر کرنے سے اپنے آپ کو روکا جائے۔پس جو آدمی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کو یاان میں سے کسی ایک کو گالی دیتاہے یا شان میں کمی کرتاہے یاان پر طعن کرتاہے ان کی عیب جوئی کرتاہے یاان میں سے کسی پر زبان درازی کرتاہے کم یا زیادہ صراحتاًیا کنایۃًایسا شخص بدعتی رافضی خبیث (دین کا) مخالف ہے۔اللہ تعالیٰ ایسے شخص کانہ توفرض قبول کریں گے اور نہ ہی نفل۔

صحابہ کرام سے محبت کرنا سنت ہے ان کے لیے دعا کرنا اللہ کی قربت کا ذریعہ ہے اور ان کی پیروی کرنا وسیلہ نجات ہے اور ان کی سیرت کو اپنانا فضیلت ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے سب سے افضل شخص ابو بکر ہیں اور حضرت ابو بکر کے بعد سب سے افضل حضرت عمر ہیں حضرت عمر کے بعد سب سے افضل عثمان ہیں۔اہل سنت اہل علم کی ایک بڑی جماعت نے حضرت عثمان کے

بعد سب سے صاحب فضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ہے البتہ کچھ لوگوں نے توقف کیا اور حضرت عثمان کے بعد خاموشی اختیار کی ہے یہی حضرات خلفائے راشدین مہدین ہیں۔ انبیاء کرام کے بعد لوگوں میں سے سب سے بہتر صحابہ کرام ہیں۔

کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ نامناسب طریقے سے صحابہ کرام کا ذکر کرے یا کسی صحابی پر طعن کرے نہ ہی کسی کے لیے جائز ہے کہ ان کی شان میں کمی کرے یا ان کی عزت پر حملہ کرے۔ اگر کوئی شخص ان کو برا کہے تو بادشاہ پر لازم ہے اس کو سزا دے اس کو معاف بالکل نہ کرے بلکہ اس کو سزا دے اور اس سے توبہ کروائے اگر وہ توبہ کر لے تو اس کو چھوڑ دے ورنہ اس کو سزا دے کر ہمیشہ کے لیے قید کر دے جب تک وہ توبہ نہ کرے اور باز نہ آئے تو اس کو بالکل نہ چھوڑے۔ اہل اسلام کا اصحاب محمد کے بارے میں یہی عقیدہ ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تابعی ہیں

محمد انس ہمدانی

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا:

کہ میں اپنے والد کے ساتھ 96ہجری میں حج کے لیے گیا اور اس وقت میری عمر 16 سال تھی۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ ہیں اور لوگوں کا ان پر جمگھٹا ہے۔

میں نے اپنے والد سے کہا ابا جان !

یہ کون بزرگ ہیں؟

تو انہوں نے فرمایا!

کہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ آدمی ہیں۔

جن کا نام عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی ہے۔ میں نے کہا کہ ان کے پاس کون سی چیز ہے ؟(کہ لوگ ان پر ٹوٹے پڑے جا رہے ہیں)

تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ احادیث بیان کر رہے ہیں جو انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔

میں نے کہا کہ مجھے ان کی طرف لے چلیے تاکہ میں بھی ان سے احادیث سن سکوں پھر وہ مجھ کو لے کر آگے بڑھے۔ لوگوں کو دائیں بائیں کر کے مجھے ان کے قریب کر دیا۔ میں نے سنا وہ صحابی فرما رہے تھے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

کہ جو آدمی اللہ کے دین کی سمجھ حاصل کرتا ہے اللہ جل شانہ اس کو کافی ہو جاتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا

عَنْ أَبِي يُوسُفَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ: حَجَجْتُ مَعَ أَبِي سَنَةَ سِتٍّ وَتِسْعِينَ، وَلِي سِتَّةَ عَشَرَ سَنَةً، فَإِذَا أَنَا بِشَيْخٍ قَدِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ، فَقُلْتُ لِأَبِي: يَا أَبَهْ، مَنْ هَذَا الشَّيْخُ؟ قَالَ: هَذَا رَجُلٌ قَدْ صَحِبَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُقَالُ لَهُ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيُّ، فَقُلْتُ: فَأَيُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ؟ قَالَ: أَحَادِيثُ سَمِعَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لَهُ: قَدِّمْنِي إِلَيْهِ حَتَّى أَسْمَعَ مِنْهُ، فَتَقَدَّمَ بَيْنَ يَدَيَّ، فَجَعَلَ يَفُوحُ النَّاسَ حَتَّى دَنَا مِنْهُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِينِ اللَّهِ كَفَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔

(مسند ابی حنیفه از محدث ابو نعیم اصبهانی صفحه 25)

سب سے پہلے قیاس ابلیس نے کیا! مدلل جواب

اعتراض: سب سے پہلے قیاس شیطان نے کیا تھا اور جو ذم قیاس میں مشہور ہے کہ "اول من قاس ابلیس"۔

تو پہلے جواب میں اس کا جواب لکھا گیا ہے مگر اب مکرر (دوبارہ) لکھتا ہوں کہ خوب مستحضر رہے وہ قیاس مذموم ابلیس کا خلاف حکم نص قطعی اور مخالف حکم حق تعالی کے تھا۔

اجمال کی تفصیل

جب حق تعالی نے خلق آدم علیہ السلام کی خبر دی بقولہ "انی جاعل فی الارض خلیفة"۔

اور ملائکہ نے اس پر اپنے شبہات عرض کیے اور جواب حاصل کر کے مطمئن ہو گئے تو قطعا معلوم ہو چکا تھا کہ خلیفہ کامل زمین میں پیدا ہو گا اور وہ افضل خلق ہووے گا اور بعد پیدا ہونے کے تعلیم اسماء فرما کر ملائکہ پر صاف واضح کر دیا تھا کہ وہ اعلم سب سے ہے۔

پس جب یہ حکم فرمایا کہ "آدم کو سجدہ کرو"

تو یہ حکم محکم قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ تھا کہ کوئی گنجائش مجاز تاویل کی اس میں باقی نہ تھی۔

یعنی حکم کا انکار جائز نہیں تھا کیونکہ حکم قطعی الثبوت تھا اور تاویل بھی ممکن نہ تھی اس لئے کہ حکم قطعی الدلالۃ تھا یعنی اپنے مطلب میں بالکل واضح تھا۔

نتیجہ

پس یہ قیاس باطل بمقابلہ نص تھا اور ایسا قیاس ہر دور میں قیاس شیطانی اور شرک ہوتا ہے اور ایسے ہی قیاسات کی تقلید شرک ہے نہ وہ قیاس کہ موافق قواعد شرعیہ کے ہو اور استنباط اس کا نصوص سے کیا جاوے تو وہ عین محمود و مامور ہے۔

غیر مقلدین......... قیاس شیطانی

لہذا قیاس علماء کو قیاس شیطانی کے مساوی کرنا خود قیاس ابلیس کا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ قیاس مفروض کو شرک کہنا قیاس ابلیس کی قسم ہے اور یہ قیاس علماء مجتہدین کا قیاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نوع میں داخل ہے۔

قیاس کا ثبوت حدیث سے

جیسا حدیث میں وارد ہے کہ کسی عورت نے پوچھا تھا کہ یارسول اللہ میری بہن مر گئی اور اس پر تو دو ماہ کے صیام ہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ارایت لو كان على اختك دين اكنت تقضينه؟قالت: نعم، قال: " فحق الله احق۔
ابن عباس، قال: جاءت امراة إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقالت: إن اختي ماتت وعليها صوم شهرين متتابعين، قال: " ارايت لو كان على اختك دين اكنت تقضينه؟ " قالت: نعم، قال: " فحق الله احق ". قال: وفي الباب عن بريدة، وابن عمر، وعائشة۔

(جامع ترمذی حدیث:716)

کہ دین حق تعالی کو دین عباد پر قیاس کر کے فہمائش کر دیا اور قیاس کرنے کا طریق علمائے امت کو تعلیم فرما دیا۔ پس قیاس علماء کا حق اور قیاس ابلیس کا باطل اور تقلید قیاس علماء کی فرض اور تقلید قیاس ابلیس کی شرک ہے

پس جو محض قیاس علماء کو قیاس ابلیس کہے وہ خود ابلیس ہے اور جو اس قیاس علماء کی تقلید کو حرام و شرک کہے وہ خود مشرک ہے اور مخالف حکم حق تعالیٰ "یعنی قیاس شرعی کو قیاس شیطانی کہنے والا اللہ تعالیٰ کے حکم کا مخالف ہے"۔

اہل قبور سے علم و فیض کا حصول..........امام مسلم رح کا موقف

وحَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، قَالَ: «سَمِعْتُ أَنَا وَحَمْزَةُ الزَّيَّاتُ مِنْ أَبَانَ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ نَحْوًا مِنْ أَلْفِ حَدِيثٍ»، قَالَ عَلِيٌّ: فَلَقِيتُ حَمْزَةَ، فَأَخْبَرَنِي «أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَا سَمِعَ مِنْ أَبَانَ، فَمَا عَرَفَ مِنْهَا إِلَّا شَيْئًا يَسِيرًا خَمْسَةً أَوْ سِتَّةً»

علی بن مسہر نے بیان کیا، کہا: میں نے اور حمزہ زیات نے ابان بن ابی عیاش سے تقریباً ایک ہزار احادیث سنیں۔ علی نے کہا: پھر (کچھ عرصے بعد) میں حمزہ سے ملا تو اس نے مجھے بتایا کہ اس نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو وہ احادیث جو ابان سے سنی
تھیں آپ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ نے ان میں بہت معمولی حصے، پانچ یا چھ حدیثوں کے سوا کسی چیز کو نہ پہچانا۔

(صحیح مسلم:79)

کیا احادیث کی جانچ پرکھ علم نہیں ہے؟

کیا امام حمزہ زیات رح نے ایک ہزار احادیث کی پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تحقیق کروا کر علم حاصل نہیں کیا؟

سلسلہ سوالات و جوابات

مدیرِاعلیٰ کے قلم سے

السلام علیکم ! مولانا صاحب چند روز قبل ایک غیر مقلد سے ملاقات ہوئی وہ دوران گفتگو کہہ رہا تھا کہ تم حنفی لوگ جو نماز جمعہ سے قبل چار رکعتیں پڑھتے ہو یہ حدیث سے ثابت نہیں ہیں۔ میں نے آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ غیر مقلد کا مذکورہ بالا دعوٰی کہاں تک درست ہے۔ جواب عنایت فرمائیے۔ (محمد عاطف۔ بہاولنگر)

الجواب

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته !

نماز جمعہ سے قبل چار رکعت پڑھنا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

ذیل میں چند روایات ملاحظہ فرمائیے!

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے ان کے درمیان کسی چیز کے ساتھ (سلام غیرہ سے) فاصلہ نہیں کرتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا لَا يَفْصِلُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ۔ (سنن ابن ماجہ حدیث 9112))

اس روایت پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں مبشر، بقیہ وغیرہ راوی ضعیف ہیں۔

جواب

یہ اعتراض انتہائی کمزور ہے کیونکہ مذکورہ روایت اس کے علاوہ عمدہ سند سے بھی مروی ہے۔

چنانچہ امام عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ مذکورہ روایت کو امام ابوالحسن الخلعی نے اپنے فوائد میں عمدہ سند کے ساتھ ابواسحاق عن عاصم بن ضمرة عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے روایت کیا ہے۔

وَالْمَتْنُ الْمَذْكُورُ رَوَاهُ أَبُو الْحَسَنِ الْخُلَعِيِّ فِي فَوَائِدِهِ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ مِنْ طَرِيقِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - عَنْ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
(طرح التثریب 42/3)

امام ابن الملقن فرماتے ہیں:

اس روایت کی سند میں کچھ راوی ضعیف ہیں لیکن ما قبل میں گزری ہوئی روایت اس کو مضبوط کرتی ہے۔

وَعَن ابْن عَبَّاس قَالَ كَانَ رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم۔ يرْكَع من قبل الْجُمُعَة أَرْبعا لَا يفصل فِي شَيْء مِنْهُنَّ رَوَاهُ ابْن ماجة بِإِسْنَاد فِيهِ سلسة ضعفاء لَكِن يعضده مَا سبق وَكَذَا مَا رَوَاهُ۔(تحفة المحتاج 74/1)

علامہ عبد الرؤف المناوی فرماتے ہیں: یہ روایت مقبول طریق سے مروی ہے۔

وَاقْتصر عَلَيْهِ مَعَ وُرُوده من طَرِيق مَقْبُول فقد رَوَاهُ الخلعي فِي فَوَائده من حَدِيث عَليّ كرم الله وَجهه قَالَ الْحَافِظ الزين الْعِرَاقِيّ // وَإِسْنَاده جيد /(شرح شمائل الشريفة ص 307)

حضرت ابو عبد الرحمن سلمی فرماتے ہیں:

کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم کو جمعہ سے قبل چار رکعت پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔

عَبْدُ الرَّزَّاق عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَأْمُرُنَا أَنْ نُصَلِّيَ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا۔(مصنف عبد الرزاق حديث 5525)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

وَأخرج عبد الرَّزَّاق عَن ابْن مَسْعُود أَنه كَانَ يَأْمر بذلك وَرُوَاته ثِقَات۔(الدرایۃ لابن حجر 218/1)

حضرت جبلہ بن سحیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے:

کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ جمعہ سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے ان کے درمیان سلام کے ساتھ فاصلہ نہیں کرتے تھے پھر جمعہ کے بعد پہلے دو رکعت پھر چار رکعت پڑھتے تھے۔(شرح معانی الآثار للطحاوی حدیث 1965)

١٩٦٥ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ , قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ , قَالَ: ثنا عُبَيْدِ اللهِ , عَنْ زَيْدٍ , عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا «أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا , لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ , ثُمَّ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ , ثُمَّ أَرْبَعا۔
(شرح معانی الآثار للطحاوی حدیث 1965)

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا جمعہ سے پہلے چار رکعت پڑھتی تھیں۔

وَعَن صَفِيَّة بنت حَيّ أَنَّهَا صلت قبل الْجُمُعَة أَرْبعا أخرجه ابْن سعد فِي ترجمتها۔

(فتح الباری 426/2)

حضرت ابراہیم نخعی رح فرماتے ہیں:

کہ صحابہ وتابعین جمعہ سے پہلے چار رکعت پڑھنے کو پسند کرتے تھے۔

وقال النخعي: كانوا يحبون أن يصلوا قبل الجمعة أربعا۔خرجه ابن أبي الدنيا في " كتاب العيدين " بإسناد صحيح۔(فتح الباری لابن رجب 329/8)

السلام علیکم! مولانا صاحب ایک رافضی ذاکر کی میں نے گفتگو سنی۔ جوایک سنی سے مکالمہ کر رہا تھااور وہ کہہ رہا تھا کہ انبیاء کی وراثت قرآن پاک سے ثابت ہے۔اس نے "وورث سليمان داؤد "اور"يرثنى ويرث من آل يعقوب " پڑھی۔اور کہا کہ تمہاری کتاب طبقات ابن سعد میں صحیح روایت موجود ہے کہ ان آیات کو بطور استدلال کے مولا علی نے ابو بکر کے سامنے پیش بھی کیا تھا۔آپ سے پوچھنا یہ تھا کیا واقعی طبقات ابن سعد میں صحیح سند کے ساتھ کوئی ایسی روایت موجود ہے یا نہیں ؟اگر موجود ہے تو اس روایت کی اسنادی حیثیت کیسی ہے۔(عبداللہ، خیر پور-سندھ)

الجواب وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ:

رافضی لوگ دیگر عقائد ومسائل کی طرح وراثت انبیاء کے مسئلہ میں بھی یتیمی کا شکار ہیں اس مسئلہ میں نہ تو قرآن ان کا ساتھ دینے کو تیار ہے اور نہ ہی احادیث مبارکہ ان کے سر پہ ہاتھ رکھتی ہیں اس لیے یہ لوگ غیر متعلقہ آیات وروایات کو لوگوں کے سامنے پیش کر کے اپنی عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسی طرح رافضی نے یہاں پر صاف دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کیونکہ اس کی پیش کردہ روایت سخت ضعیف ومردود ہے اس کو صحیح روایت کہنا جھوٹ ہے۔

مختصر تفصیل نگاہ سے گزاریئے

محدث ابن سعد فرماتے ہیں:

أخبرنا محمد بن عمر. حدثني هشام بن سعد عن عباس بن عبد الله بن معبد عن جعفر قال: جاءت فاطمة إلى أبي بكر تطلب ميراثها. وجاء العباس بن عبد المطلب بطلب ميراثه. وجاء معهما علي. فقال أبو بكر: قال رسول الله:، لا نورث ما تركنا صدقة،. وما كان النبي يعول فعلي. فقال علي: وَرِثَ سُلَيْمانُ داوُدَ وقال زكرياء يَرِثُنِي وَ يَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ. قال أبو بكر: هو هكذا وأنت والله تعلم مثلما أعلم. فقال علي: هذا كتاب الله ينطق! فسكتوا وانصرفوا۔(طبقات ابن سعد)

1-مذکورہ سند میں محمد بن عمر سے مراد مشہور راوی

محمد بن عمر الواقدی ہے۔

جو کہ حدیث کی دنیا میں سخت ضعیف ومتروک راوی ہے۔

چند حوالہ جات ملاحظہ کیجیے

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

واقدی کی کتابیں جھوٹ کا پلندہ ہیں

كُتُبُ الوَاقِدِيِّ كَذِبٌ۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

الوَاقِدِيُّ كَذَّابٌ

امام بخاری امام مسلم امام نسائی رحمۃ اللہ علیہم نے واقدی کو متروک الحدیث قرار دیا ہے۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اب اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ واقدی کی روایت قابل حجت نہیں ہے اور اس کی حدیث کمزور احادیث میں شمار ہوتی ہے۔

، إِذْ قَدِ انْعَقَدَ الإِجْمَاعُ اليَوْمَ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ بِحُجَّةٍ، وَأَنَّ حَدِيْثَهُ فِي عِدَادِ الوَاهِي وَقَدْ تَقَرَّرَ أَنَّ الوَاقِدِيَّ ضَعِيْفٌ، يُحْتَاجُ إِلَيْهِ فِي الغَزَوَاتِ وَالتَّارِيْخِ، وَنُوْرِدُ آثَارَهُ مِنْ غَيْرِ احْتِجَاجٍ۔
(سیر اعلام النبلاء للذہبی وغیرہ)

ان حضرات کے علاوہ بھی بے شمار محدثین جارحین نے واقدی پر سخت جروح کر رکھی ہیں ۔

خلاصہ یہ ہے کہ واقدی حدیث کے باب میں سخت ضعیف راوی ہے البتہ اس سے تاریخ و غزوات کی روایات ذکر کی جاسکتی ہیں۔

2-عباس بن عبداللہ بن معبد کے استاد "جعفر" کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا کہ اس سے کون سا راوی مراد ہے۔!

مذکورہ روایت پیش کرنے والوں سے عرض ہے کہ باحوالہ اس راوی کا تعین کریں اور اس کی توثیق ثابت کریں تاکہ اس روایت کو صحیح قرار دیا جاسکے!

3-اور اس راوی کی سیدنا علی اور ابو بکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ملاقات بھی ثابت ہے یا نہیں؟

فضائل اعمال اہل حدیث علماء کی عدالت میں

غیر مقلدین کے مشہور عالم توصیف الرحمن زیدی صاحب اپنی کتاب "کیا علماء دیوبند اہلسنت ہیں" کے ص 8 پر ایک اصول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "کسی گروہ کے عقائد اس گروہ کے علماء اور اکابرین طے کرتے ہیں۔

''اب اسی اصول پر ہم غیر مقلدین کو آئینہ دکھاتے ہیں''۔

غیر مقلدین کے ایک مشہور عالم گزرے ہیں جن کا اہلحدیث میں بہت زیادہ مقام و مرتبہ ہے جن کا نام نامی ہے نواب صدیق حسن خان بھوپالی صاحب-ان کے علمی مقام و مرتبے کو ہم اہلحدیث عالم کی ہی زبانی پیش کرتے ہیں۔

مولانا سعید بنارسی اہلحدیث کے بہت بڑے مناظر جانے جاتے تھے انہوں نے اپنی پوری زندگی اور علمی صلاحیت احناف کی دشمنی میں خرچ کر دی مولانا عبد الرشید عراقی غیر مقلد محدث کے شمارہ مئی 1985 میں مولانا سعید بنارسی کے حالات میں لکھتے ہیں " اپنے مسلک (اہل حدیث) میں بہت متشدد تھے۔احناف کے رسالہ "کشف الحجاب" کے جواب میں "ہدایۃ المرتاب" لکھی۔ جس کو حضرت والا جاہ نواب صدیق حسن خاں (م 1307 ہجری) نے اس قدر پسند فرمایا کہ تاحیات 50 روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کر دیا۔ مولانا محمد سعید نے 18 رمضان المبارک 1322 ہجری (27 نومبر 1904ء) کو بنارس میں انتقال کیا۔ مشہور اہلحدیث عالم اور مناظر مولانا محمد ابوالقاسم بنارسی آپ کے فرزند ارجمند تھے"۔

اب نواب صاحب کا علمی مقام و مرتبہ مولانا سعید بنارسی صاحب کی زبانی سنئے مولانا سعید بنارسی صاحب اپنی کتاب توثیق الحق السّدید میں نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے بارے میں لکھتے ہیں "حضرت مجدد العلم والدین قامع آساس المبتدعین رافع لواء سنت سید المرسلین عالی قدر والجناب مولانا نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر ادام اللہ اقبالہ واخسر اعدائہ کہ جن کی ذات اس زمانہ پر فتن میں حکم اکسیر اعظم کا رکھتی ہے-"توثیق الحق السّدید-مولانا سعید بنارسی ص 3"۔

اسی طرح ص 4 پر سعید بنارسی صاحب لکھتے ہیں:

"آپ کا مجدد ہونا اکثر علماء نے مان لیا ہے" ص 37 پر سعید بنارسی صاحب لکھتے ہیں "اس زمانہ کے مجدد علم والدین افضل المتاخرین نواب صاحب بہادر"

'توثیق الحق السّدید' یہ کتاب مولانا سعید بنارسی نے اہلحدیث عالم عبد العزیز رحیم آبادی کے رد میں لکھی ہے-اصل میں عبد

العزیز رحیم آبادی صاحب نے نواب صاحب پر کتابیں چوری کرنے کا الزام لگایا تو مولانا سعید بنارسی صاحب اس کے جواب میں ص 125 پر لکھتے ہیں "جس ذات پاک کی وجہ سے آپ کے ہم سبق وغیرہ استاد بھائی پرورش پارہے ہیں- وہ کون سا شخص ہے جو اس ذات پاک کے فیض سے فیض یاب نہ ہوا ہو- جناب فخر الاسلام والمسلمین جن کی ذات نے کشتی اہلحدیث کو تھاما ہوا ہے یعنی مولانا نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر"۔

ان حوالہ جات سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب کا اہلحدیث علماء میں کیا مقام و مرتبہ ہے- لیکن ہم کو اس بات کا علم ہے کہ اہلحدیث کے یہاں جس نے بھی زیادہ تصنیفات لکھی اس کو کوئی نہ کوئی چلتا کر دیتا ہے لیکن جو ان کو نکالتا ہے بعد والے نکالنے والے کو چلتا کر دیتے ہیں- یہ سلسلہ جاری و ساری ہے- بس آخری عرض یہ ہے کہ داخل کرنے والوں کی بات مانی جائے یا خارج کرنے والوں کی- یہ خارج کرنا نہ کرنا صرف جان چھڑانے کے لئے ہوتا ہے-

اب لے چلتے ہیں آپ کو اصل بات کی طرف نواب سید محمد صدیق حسن خان بھوپالی صاحب کی تقریبا 300 تصنیفات ہیں جیسا کہ آپ ان کی حیات پر مشتمل کتاب مآثر صدیقی کی چوتھی جلد کے آخر میں دیکھ سکتے ہیں نواب صاحب کی تصنیفات کتب کی فہرست میں 94 نمبر پر ایک کتاب کا تذکرہ ہے جس کا نام ہے "خیرۃ الخیرہ" نواب صاحب "خیرۃ الخیرہ" کے ص 3 پر لکھتے ہیں "بعد عبور کتاب و سنت کے مطالعہ اس کتاب کا (خیرۃ الخیرہ) واسطے طالب آخرت کے بہت ضروری ہے کیونکہ اصلاح قلب کی بدون صیقل گری اصحاب قلب کے ممکن نہیں ہے-

نواب صاحب "خیرۃ الخیرہ" کے ص 125 پر ابوالخیر اقطع کے حالات میں ان کا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں "ابوالخیر اقطع کہتے تھے میں نے قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جا کر کہا انا ضیفک یا رسول اللہ (یا رسول اللہ آپ کا مہمان ہوں) اور ایک گوشہ میں خلف منبر جا کر سو رہا- حضرت (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا میں نے ما بین عینین (دونوں آنکھوں کے درمیان) بوسہ دیا- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو روٹی دی آدھی کھائی تھی کہ جاگ اٹھا نصف (آدھی) میرے ہاتھ میں تھی-

اب توصیف الرحمن زیدی صاحب کا اصول یاد کیجئے" کسی گروہ کے عقائد اس گروہ کے علماء اور اکابرین طے کرتے ہیں-'' اب آپ خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ اہلحدیث اکابرین کا عقیدہ کیا ہے اور قبر والے سے فریاد کرنے والے کون لوگ ہیں''۔

شانِ ازواج مطہرات اور ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ کی پاکدامنی

آپ ﷺ کی پاکیزہ بیویوں کے گیارہ شاندار فضائل

امہات المومنین کو اللہ تعالی نے بہت عظیم مقام اور مرتبہ عطا فرمایا، ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں رب العالمین نے فرمایا کہ لستن کا حد من النساء۔(الاحزاب:۳۲)

ترجمہ: اے نبی کی بیویو تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی ازواج مطہرات میں سے ایک خاص نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی بیوی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا ہے۔ لیکن چند روافض سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا پر تہمت لگاتے ہیں، حالانکہ اگر حقیقت دیکھی جائے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ایمان اور پاکدامنی اور طہارت کا بیان قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں موجود ہے۔

قرآن کریم سے چند دلائل

دلیل-1

سورۃ احزاب کی آیت نمبر 34 میں ہے: وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا

ترجمہ: اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور حکمت کی جو باتیں سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو۔ یقین جانو اللہ بہت باریک بین اور ہر بات سے باخبر ہے۔

استدلال

قرآن کریم کے نازل ہونے کی نسبت ازواج مطہرات کے پاکیزہ گھروں کی طرف ہے۔ یہ ایک بہت بڑی فضیلت ہے کیونکہ قرآن کریم پاکیزہ مکان میں نازل ہوتا ہے۔ لہذا جو جگہ قرآن کریم اور ملائکہ کے نزول کے لائق ہو، اور وہ سب سے بہترین مکان ازواج مطہرات کے ہیں، اور اس عظیم مقصد کے لئے اللہ رب العالمین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو خاص فرمایا اور یہ آیت دلیل ہے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہ کی طہارت کی اور ان کے گھروں کی طہارت اور پاکیزگی کی۔ اور یہ

آیت خود رد کرتی ہے اس بندے کا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی پاکدامنی میں شک کرتا ہے کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا طاہرہ ہیں اوران کا گھر بھی ظاہر ہے اور قرآن کریم مکان طاہر پر ہی نازل ہوتا ہے۔

دلیل-2

احزاب: 59

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

اے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کہہ دیں اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مومنوں کی عورتوں کو لٹکائیں اپنے اوپر اپنی چادروں کو یہ زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں پس ان کو تکلیف نہ دی جائے اور ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان۔

استدلال

یہ آیت بھی ازواج مطہرات کی فضیلت کو بیان کرتی ہے،اور اس آیت میں اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو بیٹیوں پر مقدم کیا ہے۔اس آیت مبارکہ کی ترتیب سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ سیدہ عائشہ، سیدہ فاطمۃ الزہراء سے افضل ہیں۔کیونکہ اللہ تعالی نے پہلے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی بیویوں کو بیان فرمایا پھر بیٹیوں کا ذکر کرنے کے بعد عام مومنین عورتوں کا ذکر کیا ہے۔

دلیل-3

تحریم:1

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْم۔

ترجمہ: اے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کیوں حرام قرار دیتے ہیں وہ چیز جو حلال کی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے آپ چاہتے ہیں رضا اپنی بیویوں کی،اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

استدلال

یہ آیت بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ایمان پر واضح اور روشن دلیل ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف مومن مسلمان کی خوشی اور رضا چاہتے تھے نہ کہ کسی منافق کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف پاکیزہ اور طیب کو ہی پسند کرتے تھے لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کی پسند کا خیال رکھنا ان کے کامل الایمان ہونے کی دلیل و برھان ہے۔

دلیل-4

تحریم:4

إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ

ترجمہ: اگر تم دونوں توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی طرف۔

استدلال

یہ آیت بھی حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ایمان کی بہت بڑی دلیل ہے اللہ تعالی نے اس آیت میں فرمایا اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اور توبہ غلطی اور معصیت پر ہوتی ہے اور مسلمان بندے سے اللہ کی نافرمانی ہوسکتی ہے اور یہ ممکن ہے۔اور بندہ مومن سے ہی اس کا مطالبہ ہوتا ہے پس اگر ازواج مطہرات کی ایمان میں کمزوری ہوتی تو یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے یہ فرماتے: ان تتو با الی اللہ

دلیل-5

احزاب:6

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ

ترجمہ: نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) زیادہ قریب ہیں ایمان والوں کے ان کی جانوں سے اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

استدلال

اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات کا ادب واحترام کرنا اور ان سے محبت رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے کیونکہ اللہ تعالی نے انہیں امہات المومنین یعنی مؤمنوں کی مائیں فرمایا ہے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں۔اسی مناسبت سے ان کا احترام بھی واجب ہے لہذا سوچیں کہ اگر کوئی ایک بھی کامل ایمان والی نہ ہوتی تو اللہ تعالی ان کو یہاں کیسے فرماتا: وازواجہ امھاتھم جب یہ واضح ہو گیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا ام المومنین ہیں تو جو اس بات کا انکار کرے گویا کہ قرآن کی واضح مخالفت کر رہا ہے۔

دلیل-6

اُحزاب:33

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔

ترجمہ: اور ٹھہری رہو تم اپنے گھروں میں اور نہ کھلے طریقے پر باہر پھرو جیسا کہ عورتیں پہلی جاہلیت کے زمانے میں پھرتی تھیں اور قائم رکھو نماز کو اور دیتی رہو زکوۃ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی پختہ بات ہے اللہ تعالیٰ اردہ کرتے ہیں تاکہ دور کردے تم سے گندگی اے گھر والوں اور تاکہ تم کو پاک کردے۔

استدلال

اس آیت کو آیت تطہیر کہا جاتا ہے اور یہ آیت بھی ازواج مطہرات کی شان اور فضیلت اور خصوصیت میں بڑی دلیل ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت خاص طور پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ سیدنا سعید بن جبیر، سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کی شان میں نازل ہوئی ہے اور ابن جریر حضرت عکرمہ سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس آیت کا سبب نزول حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں۔ مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں شامل ہے اور ان کے اہل بیت ہونے کی قطعی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے۔ حدیث کساء (چادر تطھیر والی دلیل) سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اہلبیت قرار دیا گیا ہے۔

یہ آیت خاص طور پر ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے گھروں کے دروازے پر تشریف رکھتے تھے اور فرماتے السلام علیکم یا اهل البیت۔

دلیل:7

احزاب:28

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۔

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم زندگانی دنیا اور زینت دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلادوں اور تمہیں اچھائی کے ساتھ رخصت کردوں۔

استدلال

یہ آیت بھی ازواج مطہرات اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا عفت و پاکدامنی کو بیان کرتی ہے۔ کیونکہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ غزوہ بنی قریظہ اور فتح خیبر کے بعد جب لوگ آسودہ حال ہو گئے تو ازواج مطہرات نے بھی بارگاہ رسالت میں کچھ عرض کی تو یہ بات آپ ﷺ کو پسند نہ آئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا اگر وہ دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ازواج مطہرات کے منصب سے محروم کر دیں گے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد مبارک میں وہی عورت رہ سکتی ہے جو دنیا سے محبت نہ کرے دوسرا اختیار دیا کہ اگر وہ اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو اختیار کرتی ہیں تو اللہ رب العالمین ان کو بے شمار اجر ثواب عطا فرمائے گا۔ لہذا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سمیت تمام ازواج مطہرات نے آخرت کو ہی پسند کیا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اس کا ذکر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کیا تو انہوں نے بغیر کسی تامل و تردد کے اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو پسند کیا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ملال ختم ہوا اور چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار نظر آنے لگے اور دوسری ازواج مطہرات نے بھی ایسا ہی معاملہ کیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ پہلے آیت تخییر نازل ہوئی، جب ازواج مطہرات نے اللہ، اس کے رسول اور دار آخرت کو اختیار کیا تو آیت تطہیر بھی ان کے حق میں نازل ہوئی۔ لہذا تمام ازواج مطہرات پاکدامن ہیں، اور رہی یہ بات کہ اللہ تعالی نے جو پاکدامنی کا حکم دیا ہے، وہ اس پاکدامنی کو مزید تقویت پہنچانے کے لیے ہے۔ تاکہ اطاعت میں کمال ہو اور معاصی سے بچنے میں کمال ہو۔

دلیل-8

احزاب:53

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا۔

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نہ داخل ہو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھروں میں مگر یہ کہ تمہیں اجازت دی جائے کھانے کی طرف اس حال میں کہ نہ دیکھنے والے ہو اس کے پکنے کو اور لیکن جب تمہیں دعوت دی جائے پس داخل ہو جاؤ پس جس وقت تم کھانا کھا چکو پھر چلے جاؤ اور نہ مانوس ہو کسی بات میں بیشک یہ چیز تکلیف دیتی ہے اللہ تعالی کے نبی کو پس وہ

حیا کرتے ہیں تم سے اور اللہ تعالیٰ نہیں شرماتے حق بیان کرنے سے اور جب تم سوال کرو ان سے کسی سامان کا پس سوال کرو ان پردے کے پیچھے سے یہ بات زیادہ پاکیزہ ہے تمہارے دلوں کے لیے اور ان کے دلوں کے لیے اور نہیں ہے تمہارے لیے کہ تکلیف پہنچاؤ اللہ تعالیٰ کے رسول کو اور نہ یہ کہ تم نکاح کرو اس کی بیویوں سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کبھی بھی بیشک یہ ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑی چیز۔

استدلال

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے چلے جانے کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کو حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کی مائیں قرار دیا گیا ہے اور اسلام نے ماں سے نکاح کو حرام کر دیا ہے۔ لہذا ازواج مطہرات کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ دنیا اور آخرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں اور آپ ﷺ کے عقد میں ہیں۔

دلیل:9

النور:١١

اِنَّ الَّذِيْنَ جَاۗءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِی مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔

ترجمہ: بیشک وہ لوگ جو لائے بہتان ایک گروہ ہے تم میں نہ خیال کرو اس کو اپنے حق میں برا، بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے، ہر آدمی کے لیے ان میں سے وہ ہے جو کمایا اس نے گناہ اور وہ شخص جس نے سرپرستی کی اس بہتان کے بڑے حصے کی، ان میں سے ،اس کے لیے عذاب ہے بڑا۔

استدلال

یہ آیت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاک دامنی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اس بات کا اظہار نہ صرف اہل سنت کے علماء نے کیا ہے بلکہ علمائے تشریح بھی اس چیز کا اظہار کر چکے ہیں جیسا کہ شیخ طوسی، امام مرتضی، علامہ مجلسی، شیخ طبرسی، شیخ مغنیہ اور شیخ والی وغیرہ۔ اور کچھ علمائے اہل تشیع کا موقف ہے کہ یہ آیت سیدہ ماریہ قبطیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اکثر کا قول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہی ہے۔ ان آیات بینات کو سن کر بھی اگر کوئی شخص سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عفت میں شک کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی شہادت و گواہی کا انکار کرنے والا ہے۔

دلیل-10

احزاب:32

يُنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا۔

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! اگر تم تقوی اختیار کرو تو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ لہذا تم نزاکت کے ساتھ بات مت کیا کرو، کبھی کوئی ایسا شخص بیجا لالچ کرنے لگے جس کے دل میں روگ ہوتا ہے، اور بات وہ کہو جو بھلائی والی ہو۔

استدلال

یہ آیتِ کریمہ بھی حضرت عائشہ اور امہات المومنین کی فضیلت کو واضح کرتی ہے۔ اور اسی طرح یہ آیت امہات المومنین کی دوسری تمام عورتوں پر فضیلت کو واضح کرتی ہے یعنی ازواج مطہرات عام عورتوں سے افضل ہیں کیونکہ وہ ایک ایسے نبی کی بیویاں ہیں جو کہ تمام اولین و آخرین کے سردار ہیں۔ لہذا یہ آیت مبارکہ ازواج مطہرات کے تمام عورتوں سے افضل ہونے میں دلیل قطعی ہے۔ یہاں تک کہ بنات نبی اور جمیع نساء المومنین سے۔

دلیل-11

احزاب:31

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا۔

ترجمہ: اور جو فرماں برداری کرے گی تم میں سے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اور عمل کرے گی اچھا ہم دیں گے اس کو اس کا اجر ڈبل (دہرا) اور ہم نے تیار کیا ہے اس کے لیے رزق عمدہ۔

استدلال

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ازواج مطہرات کے عمل پر دوہرے اجر اور رزق کریم کا وعدہ کیا ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ امہات المومنین عام مسلمان عورتوں سے بہت افضل ہیں۔

ترک رفع یدین کو قسمیں اُٹھا کر غیر ثابت کہنے والے غیر مقلدین خطیبوں کے لیے لمحہ فکر

غیر مقلدین کا ترک رفع یدین کی حدیث کو ثابت مان کر ترک کی تائید کرنا اور اس پر عمل پیرا ہونا

حدیثوں کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر اونچ نیچ، سجدوں میں اور بوقت رکوع رفع یدین کرنا ثابت ہے۔ مگر بعد میں ان سب مقامات کے رفع یدین کو چھوڑ دیا تھا صرف شروع والا رفع یدین اختیار فرمایا۔ ترک رفع یدین پر لکھی گئی کتب میں ایسی حدیثوں کو جمع کر دیا گیا ہے جن سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف شروع میں رفع یدین کیا، پھر نہیں کیا۔

دیکھئے درج ذیل کتب

۱۔ نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح، تالیف حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ ڈیروی رحمہ اللہ۔ ۲- جز ترک رفع یدین مؤلفہ حضرت مولانا عبد الغفار ذہبی رحمہ اللہ۔ ۳۔ تسکین العینین فی ترک رفع الیدین تالیف: مولانا نیاز احمد اوکاڑوی حفظہ اللہ ۔ ہم اپنے اس مختصر مضمون میں ترک رفع یدین کی حدیثوں کا استیعاب نہیں کر سکتے۔ اس لیے صرف ایک حدیث درج کر کے اس کی تصحیح غیر مقلدین کی زبانی نقل کریں گے۔ پھر مزید یہ کہ غیر مقلدین کی طرف سے ترک رفع یدین کی تائید اور اُن کا اس پر عمل پیرا ہونا خود ان کی اپنی تحریروں سے ثابت کریں گے ان شاء اللہ۔ امید ہے کہ غیر مقلدین کے یہ حوالہ جات یوسف پسروری اور سبطین شاہ وغیرہ غیر مقلد خطیبوں کی قسموں کو بے حیثیت اور فضول ظاہر کرنے کے لیے کافی ہیں۔ یوسف پسروری اور سبطین شاہ میں اگر ہمت ہے تو ہمارے اس مضمون کا جواب لکھیں۔

حدیث نبوی

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الا أصَلّى بِكُمْ صَلوةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ -(سنن ترمذی:۵۹/۱، دوسرا نسخہ ۳۵/۱)

ترجمہ: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز پڑھاؤں؟ پھر انہوں نے نماز پڑھی اور صرف پہلی مرتبہ رفع یدین کیا۔

حدیث ابن مسعود کے صحیح ہونے پر ابن حزم اور غیر مقلدین کے حوالے

اس حدیث کو بہت سے محدثین نے صحیح قرار دیا مگر ہم والفضل ما شهدت به الاعداء فضیلت تو وہی ہے جس کی مخالف بھی گواہی دے" کے پیش نظر غیر مقلدین کے حوالہ جات نقل کرتے ہیں۔ ان حوالہ جات سے پہلے علامہ ابن حزم ظاہری کا حوالہ بھی اس وجہ سے نقل کر دیتے ہیں کہ غیر مقلدین نے انہیں اپنا ''غیر مقلد'' لکھا ہوا ہے۔ وبالله التوفيق

(۱) علامہ ابن حزم ظاہری اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

إِنَّ هَذَا الْخَبَرَ صَحِيح ،بلاشبہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (المحلی ۳/۸۸)

چوں کہ اُن کے نزدیک ترک رفع یدین کی حدیث صحیح ہے اس لیے ترک رفع یدین والی نماز کو انہوں نے ''نماز نبوی قرار دیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: إِن لَّمْ يَرْفَعُ فَقَدْ صَلَّيْنَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلَّى، اگر ہم رفع یدین نہ کریں تو یقیناً ہم نے ایسی نماز پڑھی جیسی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ (المحلی: ۳/۲۳۵)

ابن حزم کو عام لوگ ظاہری کہتے ہیں مگر غیر مقلدین انہیں اپنا ہم مذہب کہتے ہیں۔ حافظ زبیر علی زئی نے انہیں غیر مقلد لکھا ہے۔ (مقالات: ۲/۲۴۵)

(۲) محمد ناصر الدین البانی غیر مقلد نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا:

وَ الْحَقُّ أَنَّهُ حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَّ لَمْ نَجِدُ لِمَنْ اَعَلَّهُ حُجَّةً يَصْلُحُ التَّعَلُّقُ بِهَا وَرُدَّ الْحَدِيثُ مِنْ أَجَلِهَا"۔ (تحقیق مشکوۃ المصابیح: ۱/۲۵۴)

ترجمہ: اور حق بات یہی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور جن لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے ہمیں ان کی کوئی ایسی دلیل نہیں ملی جس سے استدلال درست ہو اور اس کی وجہ سے حدیث کو رد کیا جاسکے۔

(۳) علامہ احمد شاکر غیر مقلد اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ، یہ حدیث صحیح ہے اور اسے ترمذی نے حسن قرار دیا ہے۔

(حاشیہ محلی ابن حزم: ۴/۸۷)

علامہ احمد شاکر دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: هَذَا الْحَدِيثُ صَحْحَهُ ابْنُ حَزْمٍ وَّغَيْرُهُ مِنَ الْحُفَّاظِ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَمَا قَالُوهُ فِي تَعْلِيْهِ لَيْسَ بِعِلَّةٍ۔ (شرح ترمذی: ۳/۳۵)

ترجمہ: اس حدیث کو ابن حزم وغیرہ حفاظ حدیث نے صحیح کہا اور واقعتًا یہ حدیث صحیح ہے اور لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف بنانے کے لیے جو کچھ کہا وہ ضعف کی دلیل نہیں ہے۔ حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد کی زیر ادارت نکلنے والے رسالہ الحدیث میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ترک رفع یدین کی حدیث کے بارے میں لکھا ہے: امام ابن حزم رحمہ اللہ، علامہ البانی رحمہ اللہ علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ نے اس کی تصحیح یا تحسین کی ہے۔ (مقالات الحدیث: ۴۶۵)

علی زئی صاحب لکھتے ہیں: شیخ احمد شاکر اور البانی وغیرھما کا صحیح قرار دینا۔ (توضیح الاحکام: ۲/۸۱)

مذکورہ عبارتیں نقل کرنے کی غرض یہ بتانا ہے کہ علی زئی کو بھی معلوم تھا کہ ابن حزم، البانی اور احمد شاکر نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو صحیح کہا ہے۔ البانی اور احمد شاکر نے نہ صرف یہ کہ ترک رفع یدین کی حدیث ابن مسعود کو صحیح تسلیم کیا بلکہ اس سے بڑھ کر یوں بھی لکھ دیا کہ جن لوگوں نے اس حدیث کے ضعیف ہونے کا دعوی کیا ہے اُن کے پاس ضعف کی ایک بھی دلیل نہیں۔ یاد رہے کہ غیر مقلدین نے اپنی کتابوں میں اعتراف کیا ہوا ہے کہ جرح وہی معتبر ہوتی ہے جو مفسر اور مبین السبب ہو، لہذا جو لوگ اس حدیث کے ضعیف ہونے کا دعوی رکھتے ہیں اُن سے ہمارا مطالبہ ہے کہ اس حدیث کی سند پر جرح مفسر بین السبب پیش کریں۔

(۴) محمد خلیل ہراس غیر مقلد اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَّنَهُ التَّرْمِذِي یہ حدیث صحیح ہے، ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔

(حاشیہ محلی ابن حزم: ۹۲۲/۲)

(۶،۵) شعیب ارناؤط غیر مقلد اور زہیر الشاویش غیر مقلد اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں:

حَسَّنَهُ التِّرْمِذِی وَ صَحَّحَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ وَمَا قَالُوهُ فِي تَعْلِيلِهِ لَيْسَ بلة -

امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور بے شمار حفاظ حدیث نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور جو بعض لوگوں نے اس حدیث میں علتیں نکالی ہیں وہ غلط ہیں کیوں کہ اس میں کوئی بھی علت نہیں۔" (شرح السنۃ ۳/۲۴ بحوالہ نور الصباح: ۱/۹۲)

(۷) ابو عبدالرحمن محمد عبداللہ پنجابی غیر مقلد کہتے ہیں:

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ سے رفع یدین چھوڑنے کی روایت صحیح ہے محصلہ۔ (عقیدہ حمدیہ: ۲/۱۶۱۱ بحوالہ نور الصباح: ۱/۹۴)

(۸) شیخ عبدالمحسن العباد غیر مقلد اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

"وَإِسْنَادُ هَذَا الْحَدِيثِ مُسْتَقِيمٌ ... فَيَكُونَ الْحَدِيثُ حَسَنًا اور اس حدیث کی سند صحیح ہے پس یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔ (شرح ابی داود للعباد ۱/۲۵۴ بحوالہ تسکین العینین صفحہ ۲۷۴)

(۹) عقیل احمد بن حبیب اللہ غیر مقلد (فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ) اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

اس کی سند صحیح ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن اور ابن حزم نے صحیح کہا ہے۔ شیخ البانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ثابت ہے اس کی سند میں کوئی کلام نہیں ہے۔ (تخریج و تعلیق حدیث نماز: ۲۳۱ طبع سلفی دار الاشاعت دہلی)

(۱۰) حافظ عمران ایوب غیر مقلد نے پہلے علامہ ابن حزم ظاہری سے نقل کیا:

یہ خبر صحیح ہے پھر اپنی طرف سے لکھا یہ حدیث صحیح ہے۔" (فقہ الحدیث: ۳۹۹۱)

لاہوری صاحب نے اس مقام پر حاشیہ میں لکھا:

شیخ احمد شاکر نے اسے صحیح کہا ہے۔ (التعلیق الترمذی (۲/۴۱)

شیخ شعیب ارنؤوط، شیخ عبد القادر ارنؤوط اور زہیر شاویش وغیرہ نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔ [التعلیق علی شرح السنۃ (۳/۲۴)

(حاشیہ: فقہ الحدیث: ۱/۳۹۹)]

(۱۱) غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی کہتے ہیں:

علمائے حقانی پر پوشیدہ نہیں کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے میں لڑنا جھگڑنا تعصب سے خالی نہیں ہے کیوں کہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں۔

(فتاویٰ نذیریہ: ۱/۴۴۱)

آگے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر بحث کرتے ہوئے لکھا:

ابن حزم نے اس حدیث کو صحیح کہا اور ترمذی نے حسن۔ قصہ مختصر رفع یدین کا ثبوت اور عدم ثبوت دونوں مروی ہیں۔

(فتاویٰ نذیریہ: ۱/۴۴۴.. فتاوی علمائے حدیث: ۳/۱۶۰)

غیر مقلدین کی زبانی میاں صاحب کا مقام ملاحظہ فرماتے چلیں:

شیخ الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کا ثانی متاخرین محدثین میں اب تک کوئی نہیں پیدا ہوا۔ (فتاوی علمائے حدیث: ۳/۲۳۶)

(۱۲، ۱۳) مذکورہ بالا فتویٰ میاں صاحب کا تحریر کردہ ہے:

اس پر محمد عبد القادر اور محمد اسماعیل نامی دو شخصوں کے دستخط بھی ہیں۔

(۱۴) غرباء اہلِ حدیث کے "امام عبد الستار لکھتے ہیں:

اہل حدیث کے نزدیک تو صحاح ستہ کی کل احادیث اپنے اپنے موقع پر قابل عمل ولائق تسلیم ہیں۔(فتاوی ستاریہ: ۲/۵۷)
فتاوی ستاریہ کی مذکورہ عبارت حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد نے بھی نقل کی ہے۔(علمی مقالات: ۲/۲۸۰)

(۱۵)صحیفہ اہلِ حدیث میں لکھاہے:

ترک رفع یدین کی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحاح ستہ میں سے نسائی، ابو داود اور ترمذی میں موجود ہے جب کہ ابو داود: ۱۰۹۱ میں ترک رفع یدین کی سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بھی ہے اور غرباء اہل حدیث کے امام مولانا عبد الستار کے نزدیک صحاح ستہ کی سب حدیثیں صحیح اور قابل عمل ہیں۔

کتب صحاح ستہ اسلام کے دفاتر اور اصول ہیں۔ شرق و غرب نے ان کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔
(صحیفہ اہل حدیث دہلی: ۱۳۵۵ھ ذیقعدہ صفحہ ۳۱)

اسی طرح صحیفہ اہلِ حدیث کی تصریح کے مطابق صحاح ستہ کی حدیثوں کے صحیح ہونے پر مشرق اور مغرب کے محدثین کا اتفاق ہے۔

(۱۶) غیر مقلدین کے ترجمہ و تخریج سے شائع ہونے والی نسائی میں ترک رفع یدین کی حدیث ابن مسعود کے بارے میں صحیح لکھا ہے۔

(نسائی مترجم، حدیث: ۱۰۲۷ باب ترک ذلک صفر ۱۴۳۹ اشراف مراجع، تقدیم عبد الرحمن بن عبد الجبار الفریوائی، مکتبہ بیت السلام)

ترک رفع یدین کی تائید غیر مقلدین کے قلم سے

(۱)ابو شاکر اللہ عبد الرحیم بن طالب جان صاحب غیر مقلد (مہمند ایجنسی) لکھتے ہیں:

رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں صحیح ہے کیوں کہ یہ حق ہے یعنی رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل ہے۔

(تنبیہ الغافلین صفحہ ۱۹، ناشر ایوب مکتبہ پشاور بحوالہ دوماہی ترجمان پشاور جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ)

(۲) غیر مقلدین کے امام علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں: ابو حنیفہ نے جو روایت کی وہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پھر ہاتھ اٹھائے مگر شروع میں اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رفع یدین مستحب نہیں ہے بلکہ صرف اس قدر نکلتا

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی اس کو ترک کیا اور مستحب وہی کام ہوتا ہے جس کو کبھی آپ نے کیا، کبھی ترک کیا۔ کیوں کہ اگر ہمیشہ آپ اس کو کرتے اور کبھی ترک منقول نہ ہوتا تو رفع یدین واجب ہو جاتا۔ امام طحاوی علماء حنفیہ میں سے اس مطلب کو سمجھ گئے اور انہوں نے حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث سے استدلال کیا عدم وجوب رفع پر اور یہ استدلال صحیح ہے اور اہل حدیث رفع یدین کے استحباب کے قائل ہیں۔ (رفع العجاجة عن سنن ابن ماجة: ۱/۴۴۳۷)

علامہ وحید الزمان دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

بھلا رفع یدین کرنا یا نہ کرنا، آمین پکار کر یا آہستہ کہنا، ہاتھ زیر ناف یا سینے پر باندھنا یہ بھی ایسی چیزیں ہیں جن کے لیے مسلمان سے فتنہ وفساد اور ان کی عزت اور جان پر صدمہ پہنچایا جاوے۔ ارے احمق! ذرا تم غور کرو یہ تو سب طرح ہماری شریعت میں جائز ہے اور ہر ایک طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ پھر کیا تم سنت نبوی پر عمل کرنے والوں کو مارنا چاہتے ہو۔ (رفع العجاجة عن سنن ابن ماجة: ۲/۳۷۴)

وحید الزمان دوسری جگہ لکھتے ہیں:

’’شیطان کا تسلط اُس پر ہے جو مستحبات اور مندوبات اور سنن کا ادا کرنا واجب کی طرح لازم سمجھے اور نہ کرنے والے کو ملامت کرے مثلاً رفع یدین نہ کرنے والے یا آمین بالجہر نہ کہنے والے کو یا دستر خوان پر نہ کھانے والے کو یا بیعت توبہ نہ کرنے والے کو کیوں کہ یہ سب امور مستحب اور مندوب ہیں اگر کسی نے کیا تو اُس پر کچھ ملامت نہیں۔‘‘ (لغات الحدیث: ۱/۶۳، جمع)

وحید الزمان ہی لکھتے ہیں:

محبت اور اتفاق اور ہمدردی کے ساتھ جو اختلاف ہو وہ ضرر نہیں کرتا جیسے صحابہ اور تابعین کا طریق تھا کوئی رفع یدین کرتا، کوئی نہ کرتا۔ کوئی آمین پکار کر کہتا، کوئی آہستہ کہتا۔ کوئی سینہ پر ہاتھ باندھتا، کوئی ناف پر۔ کوئی آٹھ رکعت تراویح پڑھتا، کوئی بیس رکعت کوئی جوتے اتار کر نماز پڑھتا، کوئی جوتے سمیت اور اس اختلاف کے ساتھ آپس میں وہ ہمدردی اور محبت تھی کہ ایک مسلمان دوسرے پر جان دیتا تھا اُس کو اپنا بھائی سمجھتا تھا۔‘‘ (لغات الحدیث: ۱/۱۱۵، خل)

(۳) رئیس محمد ندوی غیر مقلد نے سجدوں کے رفع یدین کے اثبات اور ترک کی احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے لکھا:

یہ معلوم ہے کہ بعض صحابہ کی طرف منسوب روایات میں صراحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ بوقت تحریمہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے تھے مگر تحریمہ کے علاوہ نماز میں کسی اور جگہ دوبارہ نہیں کرتے تھے۔ ان روایات کے مختلف جوابات میں سے ایک جواب اہلِ علم نے یہ دیا ہے کہ بوقت رکوع رفع الیدین فرض وواجب نہیں صرف مسنون وغیر مؤکدہ

سنت جس کا کبھی کبھار ترک کر دینا بلا کراہت درست و جائز ہے اس لیے آپ فی الواقع کبھی کبھار بوقت رکوع رفع الیدین نہیں کرتے ہوں گے جسے دیکھنے والے نے سمجھ لیا کہ یہی آپ کا ہمیشہ والا معمول ہے اور آپ ہمیشہ رکوع کے وقت رفع الیدین کے بغیر نماز پڑھنے کا اہتمام کرتے اور معمول رکھتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ بوقت رکوع رفع الیدین کی نفی والی روایات اور اثبات والی احادیث کے درمیان تطبیق کی یہ صورت سب سے زیادہ بہتر ہے جس کی بدولت نفی واثبات والی احادیث میں سے کسی کا ردو ابطال لازم نہیں آتا اور دونوں قسم کی احادیث اپنی جگہ پر برقرار رہی ہیں۔ بعینہ یہی موقف ہماری نظر میں تحریمہ ورکوع کے علاوہ نماز کے دوسرے مواقع پر رفع الیدین کے اثبات و نفی میں وارد شدہ بظاہر مختلف و متعارض احادیث کے سلسلے میں ہے اور یہی موقف ہماری نظر میں صحیح ودرست ہے جس کے ذریعہ اس سلسلے میں وارد شدہ اثبات و نفی والی جملہ احادیث اپنی جگہ پر برقرار رہتی ہیں اور مردود و باطل ومتروک نہیں قرار پاتیں۔''

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح طریقہ نماز صفحہ ۳۵۴)

ندوی صاحب نے بالآخر تسلیم کر ہی لیا کہ رکوع کے رفع یدین کو چھوڑ دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(۴) کسی منکر حدیث نے طعنہ دیا:

پھر نماز کے اندر بار بار اختلاف کی بھرمار کبھی نیت کبھی ہاتھ باندھنے کے متعلق علی صدرہ اور کہیں تحت السرۃ، آمین بالجہر، رفع یدین، فاتحہ خلف الامام وغیرہ۔ سوال پیدا ہوتا ہے کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پچاسوں قسم کی نماز رنگ برنگ پڑھتے ہوں گے؟ ان ہی ملاؤں نے مذہب اسلام کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا ہے اور اپنی الگ الگ ٹولی، ایک اینٹ کی الگ مسجد بناڈالی ہے۔''

اس منکر حدیث کو جواب دیتے ہوئے مولانا صفی الرحمن مبارک پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

باقی رہا نماز کے بعض جزوی اور فروعی مسائل میں ہمارے درمیان بالکل معمولی اور ناقابل ذکر قسم کا اختلاف تو ایسے اختلاف کا اچھالنا اور اسے پچاسوں قسم کی رنگ برنگ نماز سے تعبیر کرنا منکرین حدیث کی فطرت کی کجی کی علامت ہے۔ دنیا کا کوئی انسان جو سمجھ بوجھ اور فطرت کی سلامت روی سے محروم نہ ہو اس بات سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ نے تئیس سالہ پیغمبرانہ زندگی میں اگر گنجائش اور بیان جواز کے لیے نماز کے بعض عمل کی دو دو صورتیں اختیار کی ہوں تو یہ کوئی بعید بات نہیں بلکہ عین ممکن ہے۔ خود قرآن مجید میں قسم کے کفارے میں کی تین تین صورتیں رکھی گئی ہیں۔ کفارہ ظہار کے لیے بھی تین صورتیں رکھی گئی ہیں۔ نماز تہجد کے لیے تین اختیاری اوقات کی...... جاری ہے۔

نمازِ جنازہ مسجد میں نہ پڑھا جائے

محترم قارئین ! جیسا کہ آپ کو معلوم ہی ہو گا کہ موجودہ دور میں ایک فرقہ اہل حدیث نام کا ہے جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ عامل بالحدیث ہونے کا دعویدار ہے اور دوسروں کو حدیث کا مخالف گردانتا ہے جن مسائل کو لے کر وہ احناف کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں انہی مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے "مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھنا" اس گروہ کے علماء عوام کو دھوکہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ احناف کے پاس اس مسئلہ پر کوئی حدیث موجود نہیں یعنی جھوٹ بول کر لوگوں کو فقہ حنفی سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ احناف کا موقف کئی مضبوط دلائل سے ثابت ہے سر دست ہم آپ کے سامنے ایک حدیث بطور دلیل کے پیش کریں گے اور اس پر ہونے والے چند اعتراضات کا علمی جائزہ لیں گے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

دلیل

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حدثنا علي بن محمد ، حدثنا وكيع ، عن ابن ابي ذئب ، عن صالح مولى التوءمة، عن ابي هريرة ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" من صلى على جنازة في المسجد فليس له شيء"۔ (سنن ابن ماجه كتاب الجنائز)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص نماز جنازہ مسجد میں پڑھے تو اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔

اس کی سند بالکل صحیح ہے، اس کے تمام راوی ثقہ اور صدوق ہیں۔

راویوں کی مختصر توثیق ملاحظہ کریں!

1- علي ابن محمد: ثقہ

ثقة عابد (تقريب التهذيب 4791)

2- وكيع ابن الجراحؒ: ثقہ

ثقة حافظ عابد (تقريب التهذيب 7414)

3- ابن أبي ذئب القرشيؒ: ثقہ

ثقۃ فقیہ (تقریب التھذیب 6082)

4-صالح ابن نبھان المدنیؒ: صدوق اختلط [بآخرہ] (تقریب التھذیب 2892)

اعتراض

اس کی سند پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ صالح ابن نبھانؒ مختلط ہیں، لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب

صالح کو ضعیف کہا گیا اسکی وجہ یہ ہے کہ ان کو اخیر عمر میں اختلاط ہو گیا تھا اس لئے اگر یہ سبب مرتفع ہو جائے یعنی کوئی ایسا راوی ہو جس نے اس حالت کے طاری ہونے سے پہلے ان سے روایت کی ہو پھر انکی روایت کے معتبر اور قابل حجت واستدلال نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

تقریب التہذیب میں ہے:

صالح ابن نبہان المدنی مولٰی التوأمة بفتح المثناة وسکون الواو بعدہا ہمزہ مفتوحة صدوق اختلط بآخرہ قال ابن عدی لا باس بروایة القدماء عنه کابن ابی ذئب وابن جریج

یعنی صالح ابن نبہان مدنی مولی التوامہ صدوق ہیں ان کو اخیر عمر میں اختلاط ہو گیا تھا، ابن عدی فرماتے ہیں کہ ان سے قدماء (یعنی جن لوگوں نے ان سے اس حالت کے طاری ہونے سے پہلے روایت کی ہے) کے روایت کرنے میں کوئی قباحت نہیں جیسے کہ ابن ابی ذئب وابن جریج۔ (فتاوی محمودیہ جلد ھشتم ص 684)

ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقال بن معين حجة قبل أن يختلط فرواية بن أبي ذئب عنه قبل اختلاطه۔

(الکاشف 499/1)

ان کی اختلاط سے قبل والی روایت حجت ہے، اور ابن ابی ذئب نے ان سے اختلاط سے پہلے روایت کیا ہے۔

نیز امام جوزجانی فرماتے ہیں:

وقال الجوزجاني تغير أخيرا فحديث ابن أبي ذئب عنه مقبول لسنه وسماعه القديم۔

(تھذیب التھذیب 406/4)

اور مذکورہ روایت میں صالح سے روایت کرنے والے ابن ابی ذئب ہیں اسلئے یہ روایت بھی صحیح ہے۔ لہذا اس میں کوئی علت نہیں۔

الزامی جواب

غیر مقلد غلام مصطفی ظہیر امن پوری صاحب فرماتے ہیں:

صالح مولی التوأمہ، یعنی صالح بن نبہان مدنی جمہور محدثین کرام کے نزدیک ''ثقہ'' ہے۔اس پر جرح اس وقت پر محمول ہے جب وہ اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔

امام علی بن مدینی (سؤالات محمد بن عثمان، ص: 87,86)، امام یحییٰ بن معین (الکامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 4/56، وسندہ، حسنٌ)، حافظ جوز جانی (الشجرة في أحوال الرجال، ص: 144) اور امام ابن عدی (الکامل: 4/58) کا کہنا ہے کہ ابن ابی ذئب نے صالح مولی التوأمہ سے اختلاط سے پہلے سماع کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (852-773) لکھتے ہیں: وَقَدِ اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ الثِّقَةَ إِذَا تُمُيِّزَ مَا حَدَّثَ بِهِ قَبْلَ اخْتِلَاطِهِ مِمَّا بَعْدَه،، قُبِلَ۔

''محدثین کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ثقہ (مختلط) راوی کی اختلاط سے پہلے بیان کی ہوئی روایات اس وقت قابل قبول ہو جاتی ہیں جب وہ بعد والی روایات سے ممتاز ہو جائیں۔'' (نتائج الأفکار: 2/268) (ماہنامہ السنہ شمارہ 41 صفحہ 11، 12)

غیر مقلدین کی جانب سے پیش کیے جانے والے بعض محدثین کے اقوال کا علمی جائزہ:

مشہور غیر مقلد عالم زبیر علی زئی صاحب اس سند کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے امام بخاری، امام ابن حبان رحمہا اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

و ابن ابی ذئب سمع منه اخیراً ، یروی عنه مناکیر

اور ابن ابی ذئب نے صالح بن نبہان سے آخر میں (یعنی اختلاط کے بعد) سنا تھا، وہ اس سے منکر روایتیں بیان کرتے تھے۔ نیز فرماتے ہیں؛ پس اس کی آخری حدیثیں پہلی حدیثوں سے خلط ملط ہو گئیں اور (دونوں کے درمیان) تمیز نہ ہو سکا لہذا وہ اس کا مستحق ہوا کہ (اسے یا اس کی روایتوں کو) ترک کر دیا جائے۔ (دیکھئے مقالات 3/206)

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے قول کا جواب

امام بخاری رحمته الله علیه فرماتے ہیں:و ابن ابی ذئب سمع منه اخیراً ، یروی عنه مناکیر

اور ابن ابی ذئبؒ نے صالح بن نبہانؒ سے آخر میں (یعنی اختلاط کے بعد) سنا تھا، وہ اس سے منکر روایتیں بیان کرتے تھے۔

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی 181/3، علل الترمذی الکبیر 33/1 وغیرہ)

جواب

محقق نورالدین عتر اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

لکن الأكثر علي انه سمع منه قبل الاختلاط

لیکن اکثر کے نزدیک انہوں نے اس سے اختلاط سے پہلے سنا ہے۔(حاشیہ علل الترمذی لابن رجب 573/1)

۲-امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا جواب

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تغير فِي سنة خمس وَعشْرين وَمِائَة ، فاختلط حَدِيثه الْأَخير بحَديثه الْقَدِيم وَلَمْ يتَمَيَّز فَاسْتحقَّ التّرْك۔(المجروحین 366/1)

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کی آخری روایت قدیم روایت سے خلط ملط ہو گئی ہے اور امتیاز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ واجب الترک ہے.

جواب: محقق نورالدین عتری جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

قلنا : لكن إذا أمكن التميز فإنه يعمل بما حدث به قبل اختلاطه , كا نقله ابن حبان نفسه عن ابن معين , و اعتمده

ہم کہتے ہیں لیکن جب تمیز ممکن ہو تو اس پر عمل کیا جاتا ہے جو اس نے اختلاط سے پہلے بیان کیا ہے، جیسا کہ ابن حبان نے بذات خود بیان کیا ہے ابن معین سے اور اس پر اعتماد کیا ہے۔(حاشیہ علل الترمذی لابن رجب 574/1)

لہذا ابن ابی ذئب ؒ کی صالح بن نبہان ؒ سے روایت قبل از اختلاط ہے ۔ الحمد للہ

خود امام احمد بن حنبلؒ (جن کے قول سے مخالفین حجت پکڑتے ہیں) فرماتے ہیں:

ما اعلم به بأساً من سمع منه قديمًا وقد روىٰ عنه اكابر اہل المدينة۔

العلل و معرفۃ الرجال للامام احمد ابن حنبل (ص348، ج:1)

یعنی جن لوگوں نے ان (صالح مولی التوأمۃ) سے ابتداءً سنا ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں اور ان صالح سے اکابر اہل مدینہ نے روایت کیا ہے۔(فتاوی محمودیہ جلد ھشتم ص685)

سنت مبارکہ نماز جنازہ مسجد پڑھنے کی نہیں تھی۔

علامہ شمس الدین ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

وَلَمْ يَكُنْ مِنْ هَدْيِهِ الرَّاتِبِ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ، وَإِنَّمَا كَانَ يُصَلِّي عَلَى الْجِنَازَةِ خَارِجَ الْمَسْجِدِ۔(زادالمعاد 481/1)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور عادت جنازہ کی نماز مسجد سے باہر پڑھنے کی تھی۔

غیر مقلدین کے "محدثِ اعظم" کا اعلان

غیر مقلد ناصر الدین البانی صاحب فرماتے ہیں:

إذا عرفت هذا التفصيل، وأن الحديث من رواية ابن أبي ذئب عنه، تبينت أنه ثابت، فلا تعويل على من ذهب إلى تضعيفه متمسكا بالطعن المجمل فيه كما فعل البيهقي، ونحوه عن الإمام أحمد، فقال ابنه عبد الله في " مسائله۔(ص125)(سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ 464/5)

جب ہم نے یہ تفصیل جان لی اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہ حدیث ان سے ابن ابی ذئب کی روایت کردہ ہے تو اس کا اثبات واضح ہوا۔ نیز فرماتے ہیں: "پس جن ائمہ ، مثلاً امام بیہقیؒ اور امام احمدؒ نے صالح مولی التوامہ پر مجمل طعن کو لے کر اس حدیث کو تضعیف کی ہے، وہ لائق التفات نہیں ہے۔

محمد انس ہمدانی — **غیر مقلدین کے جھوٹ** — قسط نمبر-3

ایک حنفی عالم نے میزان الاعتدال سے عثمان بن الحکم پر جرح نقل کی ابو عمر کے واسطہ سے۔ اسکا جواب دیتے ہوئے زبیر علی زئی غیر مقلد نے لکھا:

یہ ابو عمر (یہاں) غیر متعین ہے اور اس عبارت کی صحت بھی مشکوک ہے۔(نور العینین صفحہ 35)

زبیر علی زئی غیر مقلد نے دو جھوٹ بولے ہیں۔

نمبر-1

ابو عمر کو غیر متعین قرار دیا۔ حالانکہ ابو عمر سے مراد مشہور امام ابو عمر ابن عبد البر المالکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ علامہ ذہبی نے ان کی جو جرح میزان میں نقل کی ہے وہ ان کی کتاب التمہید 150/2 پر موجود ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں

وعثمانُ بن الحکم لیس بالقویِّ

نمبر-2

یہاں صحت وضعف کا مسئلہ ہی نہیں ہے کیونکہ یہاں سند کی ضرورت نہیں تھی اس لیے کہ امام ابو عمر کی بات ان کی اپنی کتاب التمہید میں موجود ہے۔ لہذا اس عبارت کو مشکوک قرار دینا زبیر علی زئی کا جھوٹ ہے۔

"معاویہؓ ھادی مہدی" روایت کی تحقیق

متن الحدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ، ثنا أَبُو مُسْهِرٍ، ثنا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمِيرَةَ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِمُعَاوِيَةَ «اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِهِ وَاهْدِ بِهِ»

ترجمہ:

حضرت عبدالرحمن بن ابو عمیرۃ المزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

اے اللہ معاویہ کو رہنما بنا، ھدایت یافتہ بنا اور اس کو ہدایت عطا فرما۔ نیز اسے (دوسروں کے لئے) ہدایت کا ذریعہ بنا۔

حوالہ جات

(مسند الشامیین للطبرانی ج1ص190 حدیث 334)

(سنن ترمذی حدیث 3842)(مسند احمد حدیث 17895)(الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم حدیث 1129)(السنۃ للخلال حدیث 697)(الشریعہ للآجری حدیث 1915)(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ للالکائی حدیث 2778)(حلیۃ الاولیاء 358/8)(الحجۃ لقوام السنۃ حدیث 379)(امالی ابن بشران الجزء الثانی حدیث 1517)

توثیق الرواۃ

1-امام طبرانی

بالاتفاق ثقہ امام ہیں۔

2-ابوذرعہ۔

ان سے مراد مشہور امام ابوذرعہ عبدالرحمن بن عمرو بن عبداللہ بن صفوان بن عمرو النظری الدمشقی المتوفی 281ھ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم فرماتے ہیں یہ صدوق ہیں ثقہ ہیں۔

امام ابو حاتم فرماتے ہیں صدوق ہیں۔

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم 267/5)

علامہ ذہبی فرماتے ہیں: حافظ ہیں ثقہ ہیں

الحافظ الثقۃ محدث الشام (تذکرۃ الحفاظ 148/2)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

ثقہ ہیں حافظ ہیں (تقریب التہذیب راوی 3965)

3-ابو مسہر

ان کا نام عبد الاعلی بن مسہر الغسانی الدمشقی المتوفی 218ھ ہے۔

امام عجلی فرماتے ہیں:

شامی ثقہ۔(الثقات للعجلی راوی:916)

ابو حاتم فرماتے ہیں: ثقہ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم 29/6)

علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

الامام شیخ الشام الفقیہ (سیر اعلام النبلاء 228/10)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ثقہ فاضل (تقریب راوی 3738)

4-سعید بن عبد العزیز التنوخی

آپ ابو محمد سعید بن عبد العزیز بن ابی یحیی التنوخی الدمشقی المتوفی 167ھ ہیں۔

ابن معین فرماتے ہیں: ثقہ، ابو حاتم فرماتے ہیں: ثقہ۔

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم 43/9)

عجلی فرماتے ہیں: ثقہ (الثقات راوی 916)

ابن سعد کہتے ہیں: ثقہ انشاءاللہ (طبقات 478/7)

ذہبی فرماتے ہیں: الامام القدوۃ (سیر 139/7)

ابن حجر فرماتے ہیں: ثقہ امام (تقریب راوی 2358)

5-ربیعہ بن یزید۔ یہ ابو شعیب ربیعہ بن یزید الایادی الدمشقی (123ھ کو افریقہ میں بربری لوگوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ سیر اعلام النبلاء 534/5)

امام عجلی فرماتے ہیں: ثقہ (الثقات للعجلی راوی 472) ابن سعد کہتے ہیں: ثقہ (طبقات ابن سعد 322/7)

ابن عمار، یعقوب بن شیبہ، یعقوب بن سفیان اور نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (تہذیب التہذیب 264/3)

ذہبی فرماتے ہیں: الامام القدوۃ (سیر اعلام النبلاء 534/5) علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: ثقہ عابد (تقریب راوی 1919)

6.-عبدالرحمن بن ابی عمیرہ۔ صحابی رسول ہیں۔

خلاصہ کلام: مذکورہ روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

چند ارباب تعدیل

چونکہ ہم نے مذکورہ بالا روایت کو محدثین کے اصول کے مطابق بالکل صحیح ثابت کر دیا ہے اور اس کے تمام رواۃ کی توثیق و تعدیل بیان کر دی ہے اس لیے ضرورت تو نہیں کہ اس روایت کی تصحیح و تحسین کے لیے محدثین کے حوالہ جات پیش کیے جائیں لیکن پھر بھی ہم چند محدثین سے اس روایت کی توثیق پیش کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ روایت حسن غریب ہے۔

محدث جوزقانی المتوفی 543ھ فرماتے ہیں:

یہ حدیث حسن ہے۔

(الاباطیل والمناکیر حدیث 182)

علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(تاریخ اسلام 309/4)

فقہ الحدیث

مذکورہ روایت میں چار الفاظ ارشاد فرمائے گئے ہیں۔

1-ھادیا

اس کا معنی ہے رہنمائی کرنیوالا، رستہ بتانے والا، راہ دکھانے والا، منزل مقصود تک پہنچانے والا، ھدایت کا ذریعہ بننے والا۔

الحمدللہ! اللہ پاک نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کافروں کے بہت سے علاقے فتح کیے اور وہاں کے بے شمار لوگوں نے اسلام قبول کیا یعنی اپ لاتعداد لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے۔

2-مهديا

بعض لوگ دوسروں کو تو سیدھا راستہ بتاتے ہیں لیکن خود راہ راست پر نہیں چلتے اس لیے ساتھ مہدیا (ھدایت یافتہ) بھی فرمادیا تاکہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ بننے کے ساتھ ساتھ خود بھی راہ راست پر چلتے رہیں۔

3-واھدہ، 4-واھدبہ۔

مذکورہ دونوں لفظ پہلے الفاظ کے لیے بطور تاکید استعمال فرمائے گئے ہیں۔

چند اہم فوائد

1-سیدنا عبدالرحمن بن ابی عمیرہ کی صحابیت

اس حدیث کے بنیادی راوی سیدنا عبدالرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی صحابیت کا بعض لوگوں نے انکار کیا ہے حالانکہ بے شمار دلائل سے قطعی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ سیدنا عبدالرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ تعالی عنہ کو شرف صحبت حاصل تھا۔

چند دلائل ملاحظہ فرمایئے!

1-سیدنا عبدالرحمن کا اپنا بیان

ہماری پیش کردہ روایت کے الفاظ پر غور کریں۔ سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ تعالی عنہ خود فرمارہے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد خود سنا ہے "سمعت" کے الفاظ اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ عبدالرحمن رضی اللہ تعالی عنہ کا سماع نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

2-اس حدیث کے راوی حضرت سعید فرماتے ہیں:

"وکان من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

کہ عبدالرحمن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔

(سنن ترمذی رقم 3842)

3-ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: له صحبة
(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم 273/5)

4-ابن سعد فرماتے ہیں:

"کان من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"
(طبقات ابن سعد 292/7)

5. امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند سے روایت نقل کی ہے جس کے الفاظ ہیں
.......عبدالرحمن بن ابی عمیرہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم.......
(التاریخ الکبیر 240/5)

6-ترمذی
(سنن ترمذی 3842)

7-ابن سکن

8. ابن البرقی

9.-عبدالصمد بن سعید

10-ابوالحسن بن سمیع
(الاصابہ 287/4)

11. بغوی
معجم الصحابہ 489/4)

12-ابن قانع

13-ابن حبان
(الثقات 252/3)

14-ابونعیم
(معرفۃ الصحابہ 1836/4)

15-خطیب بغدادی فرماتے ہیں: لہ صحبۃ

(تالی تلخیص المتشابۃ 539/2)

16-ابن عساکر کہتے ہیں لہ صحبۃ

(تاریخ ابن عساکر 229/35)

17-ابن مندہ

(المستخرج من کتب الناس 237/2)

18. نووی کہتے ہیں: الصحابی

(تہذیب الاسماء واللغات 103/2)

19-مزی کہتے ہیں لہ صحبۃ

(تہذیب الکمال 321/17)

20-ذہبی کہتے ہیں

الصحابی (الکاشف)

ملحوظہ۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق بھی یہی ہے کہ آپ صحابی ہیں

(الاصابۃ)

اختصار کے پیش نظر ان حوالہ جات پر اکتفا کیا ہے ورنہ ان علماء کے علاوہ اور بھی بے شمار محدثین اور مؤرخین ہیں جنہوں نے سیدنا عبدالرحمن کو صحابی قرار دیا ہے۔

ربیعہ بن یزید کے سیدنا عبدالرحمن بن ابی عمیرہ سے سماع کا ثبوت

امام بخاری فرماتے ہیں:

......ربيعة بن يزيد سمعت عبد الرحمن بن ابی عميرة المزنی ....

(التاریخ الکبیر للبخاری رقم: 818)

متنازع رفع یدین کے دوام کا دعویٰ بلا دلیل
غیر مقلدین کی بے بسیاں اور ان کے اپنے ہی حوالے

رکوع کے رفع یدین کے حوالہ سے غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت تک یہ رفع یدین کرتے رہے۔اس لیے انہیں چاہیے کہ وہ ایسی حدیث پیش کریں جس میں صحابی نے یوں بیان کیا ہو کہ رکوع والا رفع یدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت تک کرتے رہے۔ مگر ہماری معلومات کے مطابق ذخیرہ احادیث میں صحیح یا حسن درجہ کی کوئی ایسی حدیث موجود نہیں۔ ہم نے رفع یدین کے عنوان پر غیر مقلدین کی قدیم و جدید بیسیوں تحریریں پڑھی ہیں، ہمیں اُن کی تحریروں میں ایک ''من گھڑت روایت کے علاوہ ایسی کوئی حدیث نہیں ملی جس میں صحابی کا بیان ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع والا رفع یدین موت تک کرتے رہے۔'' غیر مقلدین نے رفع یدین کو موت تک ثابت کرنے کے لیے جن مزعومہ دلیلوں کا سہارا لیا اور جن شبہات کو پیش کیا اُن کا جواب ہم عرض کر دیتے ہیں۔ قارئین انہیں پڑھ کر یقیناً جان لیں گے کہ غیر مقلدین کے پاس ایسی کوئی بھی حدیث نہیں جس کا یہ متن ہو کہ رکوع والا رفع یدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت تک کیا ہے۔

فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلٰوتُهُ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ سے استدلال

حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں: رسول اللہ جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع اور جب اُٹھاتے سر اپنا رکوع سے اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ سے ملتے دم تک آپ کی نماز اسی طرح رہی یعنی وفات تک حضور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے رہے۔'' (صلوۃ الرسول صفحہ ۲۳۳)

الجواب:

یہ روایت من گھڑت ہے اس کے من گھڑت ہونے کا خود کئی غیر مقلدین نے بھی اعتراف کیا حوالہ جات آگے آرہے ہیں ان شاء اللہ۔ اس روایت کے پہلے راوی امام بیہقی رحمہ اللہ شافعی المسلک ہیں۔

چنانچہ علامہ عبدالرشید عراقی غیر مقلد لکھتے ہیں: فقہی مذہب: امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی کا شمار شافعی مذہب کے اکابر میں ہوتا ہے ان کو اس مذہب سے غیر معمولی شغف تھا اور اس مذہب کی نشر و اشاعت اور اس کی تہذیب و تنقیح میں انہوں نے اہم اور نمایاں کارنامے انجام دیئے، شافعی مذہب کو امام بیہقی کی ذات سے بڑا فائدہ پہنچا۔" (کاروان حدیث صفحہ ۱۸۹)

مولانا ارشاد الحق اثری غیر مقلد لکھتے ہیں: امام بیہقی م ۴۵۸ھ جنہیں حامل لواء الشافعی کہتے ہیں۔"

(توضیح الکلام صفحہ 91 طبع جدید)

مولانا عبید اللہ خان عفیف غیر مقلد لکھتے ہیں: امام بیہقی جو مسلک شافعی کے غواص اور ترجمان ہیں۔

(الاعتصام، ۱۰/شوال ۱۴۴۰ھ صفحہ ۲۶)

جناب خلیل الرحمن چشتی غیر مقلد لکھتے ہیں:

امام بیہقی، امام حاکمؒ کے شاگرد ہیں۔ شافعی تھے۔ نیشاپور میں انتقال کیا۔" (حدیث کی ضرورت واہمیت صفحہ ۲۴۹)

غیر مقلدین کی عورت میمونہ اسلام نے (لیکچرز ڈگری کامرس کالج فار وومن سرگودھا) امام بیہقی رحمہ اللہ کا عقیدہ و فقہی مسلک" عنوان قائم کر کے لکھا: امام بیہقی رحمہ اللہ اشعری عقیدہ رکھتے تھے۔ ان کا مسلک شاید اپنے شیخ حاکم رحمہ اللہ کے زیر اثر تھا۔ کیوں کہ وہ اپنے زمانہ کے بلند پایہ شافعی امام تھے۔ انہوں نے امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک طویل عرصہ غور و خوض کے بعد اختیار کیا۔ (السنن الکبری کی تدوین میں امام بیہقی رحمہ اللہ کا منہج صفحہ ۲۰، مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ)

میمونہ اسلام نے امام ابو المعالی الجوینی رحمہ اللہ سے نقل کیا: کوئی بھی شافعی فقیہ نہیں ہے جس پر امام شافعی رحمہ اللہ کے احسانات ہیں سوائے ابو بکر بیہقی کے ان کے امام شافعی رحمہ اللہ پر احسانات ہیں کہ انہوں نے اپنی تصانیف کے ذریعے ان کے مذہب کی مدد کی۔" (السنن الکبری کی تدوین میں امام بیہقی رحمہ اللہ کا منہج صفحہ ۲۰، مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ)

اس مقالہ کی **نظر ثانی ملک کامران طاہر** نے کی جیسا کہ میمونہ اسلام نے اظہار تشکر میں لکھا: جناب **محترم ملک کامران طاہر** مدیر معاون ماہ نامہ "محدث" کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے نہ صرف مقالہ سے متعلقہ بنیادی کتب و مصادر کی نشاندہی و فراہمی کا بندوست کیا بلکہ اپنا قیمتی وقت نکال کر مقالہ کی نظر ثانی کی۔"

(السنن الکبری کی تدوین میں امام بیہقی رحمہ اللہ کا منہج صفحہ ۸، مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ)

بندہ نے اپنے مضمون علامہ ڈاکٹر خالد محمود پر اثری اعتراضات کا جائزہ میں امام بیہقی رحمہ اللہ کے مقلد ہونے پر غیر مقلدین کی کتابوں سے بہت سے حوالے نقل کر دیئے ہیں۔ یہ مضمون شیخ ارشاد الحق اثری غیر مقلد کے جواب میں ہے۔ امام بیہقی رحمہ

اللہ شافعی المسلک ہیں جب کہ غیر مقلدین کے ہاں تقلید شرک ہے۔(تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۶۷، رسائل بہاول پوری صفحہ ۸۲)

مولانا ثناء اللہ امر تسری غیر مقلد لکھتے ہیں: اہل حدیث کی کتابیں، رسالے اور فتوے دیکھیں جن میں تقلید کو نہ صرف بدعت بلکہ کفر قرار دیا ہے۔(اہلِ حدیث امر تسر ۲۲/ محرم ۱۳۳۳ھ)

اس کا عکس مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کی کتاب ''تاریخ ختم نبوت صفحہ ۴۶۰ پر دیکھ سکتے ہیں۔ اس روایت کی سند میں ایک راوی عبد الرحمن بن قریش ہے یہ جھوٹا راوی ہے۔(میزان الاعتدال: ۲/۱۱۴، لسان المیزان: ۳/۴۲۵)

شیخ عبد الروف سندھو غیر مقلد لکھتے ہیں: اس حدیث میں فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلوتُهُ کا اضافہ سخت ضعیف ہے بلکہ باطل ہے کیوں کہ اس کی سند میں دو راوی متہم ہیں۔''(القول المقبول صفحہ ۴۱۴ طبع چہارم)

شیخ عقیل احمد غیر مقلد لکھتے ہیں: حدیث کا یہ آخری حصہ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلوتُهُ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ تَعَالَى " بیہقی کی کتابوں میں مجھے نہیں ملا۔ یہ اضافہ سخت ضعیف ہے، بلکہ باطل ہے کیوں کہ اس کی سند میں دو راوی متہم ہیں۔

(تخریج حدیث نماز مؤلفہ مولانا عبد المتین میمن صفحہ ۲۲۶)

مولانا غلام محمد گھوٹوی کا مولانا ثنا اللہ امر تسری غیر مقلد سے رفع یدین کے موضوع پر مناظرہ ہوا۔ اس مناظرہ کی روئیداد غیر مقلدین نے شائع کی اس میں منصف کا فیصلہ اس روایت کے متعلق یوں درج ہے: جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے بیہقی کی حدیث پیش کی جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم آخر دم تک رفع الیدین کرتے رہے ہیں مولوی غلام محمد صاحب اس حدیث کے راویان عصمہ بن محمد انصاری کو رجال کے حوالہ سے متروک اور عبد الرحمن (بن قریش بن خزیمہ کو ذہبی کے حوالہ سے وضع الحدیث کے ساتھ متہم بتاتے ہیں میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔''

(مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری صفحہ ۹۲)

اس عبارت میں اعتراف ہے کہ منصف (فیصلہ کرنے والے) نے اس روایت کے من گھڑت ہونے کا فیصلہ سنا دیا۔

حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد اس روایت پر حکم لگاتے ہوئے لکھتے ہیں: اس میں دو راوی: عصمہ بن محمد اور عبد الرحمن بن قریش سخت مجروح ہیں۔''(تسہیل الوصول الی تخریج و تعلیق صلوۃ الرسول صفحہ ۱۹۵)

علی زئی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں: انوار خورشید صاحب نے فما زالت الخ والی موضوع روایت پیش کر کے اہل حدیث کا مذاق اُڑایا ہے کہ ان کے دعوی رفع الیدین کی بنیاد غالباً یہی روایت ہے جس میں عصمہ بن محمد الانصاری اور عبد الرحمن بن قریشی دونوں وضاع و کذاب راوی ہیں۔(نور العینین صفحہ ۳۲۷)

مولانا انوار خورشید صاحب نے اس روایت کی حقیقت بتائی ہے، مذاق نہیں اُڑایا۔ علی زئی صاحب کو یہ حقیقت بتانا مذاق محسوس ہوا مگر جن غیر مقلدین نے اس من گھڑت روایت سے استدلال کرتے ہوئے اسے اپنی کتابوں میں درج کیا، انہیں مذاق اڑانے کا طعن نہیں دیا۔ اس روایت کو بہت سے غیر مقلدین نے اپنی کتابوں کی زینت بنایا ہے۔ مثلا

مولانا محمد اسماعیل سلفی۔ (رسول اکرم کا طریقہ نماز صفحہ ۵۱)

علی زئی صاحب کے استاد شیخ بدیع الدین راشدی (مقالات راشدیہ: ۵/۲۷۱)

علی زئی صاحب کے استاد مولانا محمد گوندلوی۔ (تحقیق الراسخ صفحہ ۵۵)

غیر مقلدین کے فتاوی میں لکھا ہے: امام بیہقی نے سنن کبری میں حضرت ابن عمر سے حدیث روایت کی ہے کہ اللہ تعالٰی کی ملاقات کے وقت تک آپ کی نماز رفع یدین سے ہوتی رہی۔ (فتاوی علمائے حدیث: ۳/۱۶۴)

اس عبارت میں ''سنن کبری کا حوالہ غلط ہے جیسا کہ آپ آئندہ یہ بات خود غیر مقلدین کی زبانی جان لیں گے انشاءاللہ۔

مولانا خالد گرجاکھی غیر مقلد نے اسی موضوع روایت کو مستقل حدیث نمبر کے تحت اپنی کتاب کی زینت بنایا۔

دیکھئے حدیث: ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۳۴۔ (اثبات رفع یدین مترجم صفحہ ۸۳)

مولانا محمود احمد میر پوری غیر مقلد لکھتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰی کی ملاقات تک رفع الیدین کرتے رہے۔ (فتاویٰ صراط مستقیم صفحہ ۲۰۷، مکتبہ قدوسیہ لاہور، اشاعت ۲۰۱۰ء)

میر پوری صاحب نے مذکورہ بات کا حوالہ نہیں دیا۔ اندازہ یہی ہے کہ اس من گھڑت روایت کی بنیاد پر یہ لکھ دیا، جس کے من گھڑت ہونے پر اوپر خود غیر مقلدین کی گواہیاں درج ہو چکی ہیں۔ جو من گھڑت روایت سے استدلال کرے اس کی کیا حیثیت ہے؟ یہ آپ مولانا داؤد ارشد غیر مقلد کی زبانی ملاحظہ فرمائیں، وہ لکھتے ہیں: علم حدیث کا دھواں تک لگا ہوتا تو من گھڑت اور موضوع سے استدلال نہ کرتے اگر ضرور ہی کرنا تھا تو اس پر حکم لگا دیتے کہ موضوع ہے۔ علم کو چھپانا اہل علم اور اہل سنت کا شعار نہیں بلکہ مبتدعین کا کام ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۳۵۱)

داؤد صاحب کے نزدیک موضوع روایت پر من گھڑت ہونے کا حکم لگائے بغیر پیش کرنے والے کو علم حدیث کا دھواں تک نہیں لگا۔ مزید یہ کہ من گھڑت روایت سے استدلال کرنا اہلِ بدعت کا کام ہے۔ داؤد صاحب کی اس عبارت کے پیش نظر ہم کہتے ہیں کہ غیر مقلدین نے نہ صرف یہ کہ اس من گھڑت روایت فمازالت الخ کو کتابوں کی زینت بنایا، بلکہ اسے مدار بنا کر

دعوی کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت تک رفع یدین کرتے رہے جیسا کہ حکیم محمد صادق سیالکوٹی نے صلوۃ الرسول میں رسول اللہ وفات تک رفع الیدین کرتے رہے "عنوان قائم کر کے یہی من گھڑت روایت درج کی۔
(صلوۃ الرسول صفحہ ۲۰۱)

مولانا عنایت اللہ اثری غیر مقلد نے تو اس کی صحت کا دعویٰ کر دیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ۷ مارچ ۵۶ء کو رسالہ اکمال الزینۃ لناظر الزینۃ شائع کیا جس میں عبداللہ بن عمر کی اس مرفوع روایت پر بحث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر دم تک رفع الیدین سے نماز پڑھی ہے فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلوتُهُ حَتَّى لَقِيَ اللهاس روایت کا اتا پتا بتایا ہے اور اس کی سند اور اس کی تصحیح بیان کی ہے۔ اور دیگر روایات بھی اس کی تائید میں بیان کی ہیں۔ یہ رسالہ انجمن اہل حدیث راولپنڈی شہر کی تحریک پر شائع ہوا اور انجمن اہل حدیث گجرات نے بھی اس کی اشاعت میں حصہ لیا ہے۔ یعنی کہ دونوں کے خرچ سے شائع ہوا ہے۔
(الحبسر البلیغ صفحہ ۵۱، مشمولہ رسائل اہل حدیث جلد دوم)

حالاں کہ یہ محض دعویٰ ہے وہ اسے صحیح ثابت نہیں کر سکے۔ پھر اسی پر بس نہیں غیر مقلدین نے علمائے دیوبند پر الزام بھی جڑ دیا کہ انہوں نے بیہقی سے یہ روایت نکال دی ہے۔ چنانچہ غیر مقلد لکھاری محمد صدیق نے "مقلدین کی افسوس ناک بددیانتی، عنوان قائم کر کے لکھا جس کا حاصل یہ ہے کہ احناف نے سنن کبری بیہقی کو دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن سے شائع کیا تو اس میں سے فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلوتُهُ حَتَّى لَقِيَ اللهوالی حدیث نکال لی۔ (پیش لفظ اسوۃ الکونین صفحہ ۶)

یہی الزام حکیم محمود سلفی غیر مقلد نے لگایا: یہ حدیث بیہقی میں موجود نہیں۔ آخر یہ نیک کام کس نے کیا ہے۔ اور یہی وہ گناہ ہے جو یہود کیا کرتے تھے۔" (شمس الضحی صفحہ ۱۱۶)

حالانکہ یہ من گھڑت روایت سنن کبری میں تھی ہی نہیں، تو نکالا کیسے گیا؟

مولانا عنایت اللہ اثری غیر مقلد لکھتے ہیں: اس روایت میں فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلوتُهُ حَتَّى لَقِيَ اللهکے الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں جن کی طرف مجھے توجہ دلائی گئی ہے کہ یہ اصل محولہ کتاب میں دستیاب نہیں ایک طرف تو ان الفاظ کا اصل محولہ کتاب سے مطالبہ کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف اس کے خلاف یوں جواب دیا جاتا ہے کہ طباعت کے وقت انہیں اپنے خلاف پا کر احناف نے خارج کر دیا ہے اس لیے معروض [یا عارض؟ (ناقل)] ہوں کہ تمام ذی علموں کے حوالے کا مدار حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ پر اور حافظ صاحب کے حوالے کا مدار بظاہر امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ پر ہے اور امام زیلعی رحمتہ اللہ کے حوالہ کا

مدار شیخ تقی الدین ابن دقیق العید پر ہے۔ انھوں نے سب سے پہلے سنن بیہقی کا حوالہ دیا ہے اور پچھلوں نے سنن چھوڑ کر صرف بیہقی کہا ہے جو بہت بڑی احتیاط ہے کیوں کہ شائع شدہ سنن کبری بیہقی میں سچ سچ یہ الفاظ موجود نہیں اور جہاں تک میرا علم ہے اصل میں بھی موجود نہیں کیوں کہ وہ دیگر کئی نسخوں سے مقابلہ ہو کر شائع ہوئی ہے جیسے کہ دائرۃ المعارف نے بیان کر دیا ہے کہ اس کے ساتھ وہ روایت بھی شائع شدہ سنن کبری بیہقی میں نہیں جس کے جواب سے امام بیہقی نے اسے بیان فرمایا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ امام بیہقی کا یہ مقولہ هذا يدل على خطاء الرواية التي جاءت عن مجاهد جسے حافظ ابن حجر نے درایہ میں بحوالہ بیہقی نقل فرمایا۔ سنن کبری بیہقی میں نہیں بلکہ مجاہد کی روایت بھی سنن کبری بیہقی میں نہیں جس کی امام بیہقی تردید فرما رہے ہیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد کی مذکورہ بے اصل روایت کو کتاب المعرفۃ میں بیان فرمایا ہے اور جواب بھی دیا ہے جیسے کہ نصب الرایہ ص: ۴۰۸ جلد ا میں ہے: واجاب البيهقي في كتاب المعرفة فقال و حديث أبي بكر بن عياش اخبرناه ابو عبد الله الحافظ فذكره بسنده امام بیہقی نے مجاہد کی روایت کا معرفۃ السنن میں یوں جواب دیا ہے اور یہ حدیث فما زالت تلك صلوته حتى لقى الله " بھی مجاہد کی روایت کے جواب میں بیان ہوئی ہے اس لیے معرفت السنن میں دستیاب ہو گی۔ سنن کبری میں اس کی تلاش بے سود ہے کہ مجاہد کی روایت اس میں نہیں۔

(اکمال الزینۃ لناظر الزینۃ مشمولہ مجموعہ رسائل اثریہ: ۸۹/۱، مکتبۃ الاثریۃ گجرات)

اثری صاحب آگے لکھتے ہیں: منیۃ الالمعی جو نصب الرایہ (ص: ۴۰۹ جلد ا) کے ساتھ احناف کرام کے اہتمام سے ڈابھیل سورت میں طبع ہوئی ہے اس میں مرقوم ہے هذه الرواية لا توجد في النسخة المطبوعة من السنن الكبرى لعلها في المعرفة او غيرها يه حديث فما زالت تلك صلوته حتى لقى الله سنن کبری بیہقی مطبوعہ نسخہ میں نہیں شاید وہ معرفۃ السنن یا کسی دیگر کتاب (خلافیات) میں ہو گی۔

منیتہ الالمعی ص: ۴۰۹ جلد میں یوں بھی مرقوم ہے کہ شیخ صاحب نے کتاب الامام میں جو اس پر سنن بیہقی کا حوالہ دیا ہے ذہول ہے اور اس طرح کا ذہول موصوف کو کئی جگہ پر ہوا ہے جس کی ابن السبکی نے اپنی کتاب طبقات ص: ۲۰ جلد ۲ میں ایک خاص باب باندھ کر اصلاح کر دی ہے۔ اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ احناف کرام نے اس حدیث کا انکار نہیں کیا اور نہ انھوں نے اسے خارج کیا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ احناف نے اس کی سند پر جرح کی ہے چنانچہ نیموی نے اپنی کتاب کتاب آثار السنن پر جو بنام تعلیق حسن ص: ۱۰۱ خود حاشیہ بڑھایا ہے اس میں علامہ ہاشم سندھی حنفی کے رسالہ ''کشف الرین'' سے یوں نقل کیا ہے کہ ...(مجموعہ رسائل اثریہ: ۱/۹۲م ۹۳)، مکتبۃ الاثریۃ حجرات) (مشمولہ مجموعہ رسائل صفحہ ۹۲، ۹۳)

مولانابدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں: لم نجد هذه الرواية فی نسختی السنن الخطية والمطبوعة ولا في المعرفة بل رواه في الخلافيات فقد رأيته فی مختصر الخلافيات ج ص ۷۶
(جلاءالعینین صفحہ ۱۳۷،بحوالہ نورالصباح: ۲/۷۳)

ترجمہ: ہم نے یہ روایت سنن بیہقی قلمی و مطبوعہ دونوں نسخوں میں نہیں پائی اور نہ بیہقی کی کتاب المعرفہ میں بلکہ بیہقی نے اس روایت کو خلافیات میں روایت کیا ہے پس بے شک اس روایت کو میں نے مختصر خلافیات ج ا ص ۷۶ میں دیکھا ہے۔

مولانانور حسین گرجاکھی بھی غیر مقلد نے تو اس روایت سے من گھڑت سند اتار کر بخاری و مسلم کی سند لگادی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: "سبحان اللہ یہ کیسی پیاری اور عمدہ حدیث (جس کو چھیالیس ۴۶) ائمہ نے نقل کیا ہے اور اسکا اسناد کتنا عمدہ ہے۔(۱) امام مالک تو وہ تمام عالموں اور محدثوں کے پیشوا ہیں اور وہ اس کو (۲) ابن شہاب زہری سے روایت کرتے ہیں جو اہلِ مدینہ کے بڑے مشہور عالم اور امام تھے اور امام زہری (۳) سالم بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں جو بڑے تابعی اور فقیہ ہیں اور سالم (۴) حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں جو مشہور صحابی، قدم الاسلام متبع سنت اور عالم اور بڑے درجے والے تھے جو (كان يرفع يديه) سے حدیث نقل کر رہے ہیں اور آخر میں (فمازالت تلك صلوته حتى لقى الله تعالىٰ) لا کر ثابت کرتے ہیں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی آخری نماز تک رکوع جانے اور اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کرتے رہے۔(قرۃ العینین صفحہ ۱۰، ۱۱)

مولاناارشادالحق اثری کی اک نئی کاوش کا جائزہ

مولاناارشادالحق اثری غیر مقلد لکھتے ہیں: متواتر حدیث کے ہر راوی کی صحت اسناد کا تقاضا نہایت درجہ میں درجہ یقینی علم کا ثبوت ہے۔ رفع الیدین کی احادیث کو ابن الجوزی... وغیرہ نے متواتر قرار دیا ہے جس کی تفصیل کا یہ محل نہیں، لہذا اس کی ایک ایک سند کے تتبع اور تحقیق کا مطالبہ اصول سے بے خبری ہے... اس لئے عشرہ مبشرہ میں سے ایک ایک صحابی کی روایت کے بارے میں سند صحیحہ"کا مطالبہ ہی بے اصولی پر مبنی ہے۔(مقالات اثری: ۲/۴۷)

الجواب:

عرض ہے کہ پہلے تو یہ ثابت کرتے کہ فلاں فلاں محدثین نے عشرہ مبشرہ سے رفع یدین کی روایات کو متواتر کہاہے، اگلی بات "متواتر حدیث کے ہر راوی کی صحت اسناد کا تقاضا نہایت درجہ یقینی علم کا ثبوت ہے" بعد میں کرتے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص فمازالت الخ کو بھی اسی اصول سے قابل قبول باور کرانے لگے تو اس کا جواب بھی یہی ہے کہ رفع یدین کے ثبوت کو متواتر

کہا گیا ہو گا مگر اس کے موت تک باقی رہنے کی روایت کو کسی نے بھی متواتر نہیں کہا۔ مزید یہ کہ فمازالت الخ روایت من گھڑت ہے جیسا کہ پچھلے صفحات میں خود غیر مقلدین کی گواہیاں اس کے من گھڑت ہونے پر منقول ہو چکی ہیں۔

کان سے استدلال اور اس کا جواب

غیر مقلدین کی کتاب میں لکھا ہے: عربی کا قاعدہ ہے کہ کان کی خبر فعل مضارع ہو تو اس سے استمرار ثابت ہوتا ہے مذکورہ بالا روایت اور دیگر روایات میں ہے کان یکبر و یرفع یدیہ اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مذکورہ بالا مقامات پر نماز میں رفع یدین کرتے تھے اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ رفع یدین کرنا ثابت ہوا۔

(تحقیق دارمی مترجم صفحہ ۵۱۹، ترجمہ تحقیق محمد الیاس)

یہی بات دیگر کئی غیر مقلدین نے لکھی ہوئی ہے۔

الجواب:

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ترجمہ: محققین اہل اصول کے نزدیک کان دوام کا فائدہ نہیں دیتا، اصل وضع کے اعتبار سے یہ صرف ایک دفعہ کے فعل پر دلالت کرتا ہے۔ (شرح مسلم: ۱/۲۲۴)

امام شاطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ” بل قدیاتي في بعض الاحادیث کان یفعل فیما لم یفعله الا مرة واحدة نص علیه اهل الحدیث بعض حدیثوں میں کان یفعل ایک مرتبہ کام ہو جانے کے لیے آتا ہے محدثین نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔“ (الاعتصام: ۱/۲۹۰)

غیر مقلدین کے ہاں بیہقی وقت کا لقب پانے والے بزرگ مولانا شرف الدین دہلوی غیر مقلد........ جاری ہے۔

بلی کے جھوٹے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا!

اگر بلی برتن میں منہ ڈال دے۔ تو اس برتن کو ایک مرتبہ دھولو۔ اور (برتن میں موجود) چیز کو بہادو

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الْهِرِّ يَلَغُ فِي الْإِنَاءِ قَالَ: «اغْسِلْهُ مَرَّةً وَأَهْرِقْهُ

(مصنف عبدالرزاق حدیث 344)

"باغی گروہ" سے کون مراد ہیں؟

درج ذیل روایت پڑھیے

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے اور اپنے بیٹے علی سے کہا: تم دونوں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ اور ان سے خوارج کے متعلق کوئی حدیث سن کر آؤ۔ ہم دونوں چل دیئے، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں کام کر رہے تھے۔ جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو اپنی چادر درست کر کے ہم سے باتیں کرنے لگ گئے حتیٰ کہ مسجد کے متعلق بات چل نکلی، وہ کہنے لگے: ہم ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے جبکہ عمار دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے، جب رسول اکرم ﷺ نے ان کو دیکھا تو ان کے سر سے مٹی جھاڑتے ہوئے بولے: اے عمار! اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح تم بھی ایک ایک اینٹ کیوں نہیں اٹھا رہے؟ عمار نے جواباً کہا: میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اجر کا طلبگار ہوں۔ (ابو سعید) فرماتے ہیں: رسول اکرم ﷺ (پھر ان کے سر سے) مٹی جھاڑنے لگ گئے اور فرمایا: اے عمار! افسوس ہے کہ تجھے ایک باغی گروہ قتل کر دے گا۔ ابو عمار بولے: میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

☆☆ یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے ان الفاظ کے ساتھ نقل نہیں کیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ التَّمِيمِيُّ، ثنا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغَوِيُّ، ثنا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، ثنا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ قَالَ لَهُ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْهُ حَدِيثَهُ فِي شَأْنِ الْخَوَارِجِ، فَانْطَلَقَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ لَهُ يُصْلِحُ، فَلَمَّا رَآنَا أَخَذَ رِدَاءَهُ، ثُمَّ احْتَبَى، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى عَلَا ذِكْرُهُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَعَمَّارٌ يَحْمِلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْ رَأْسِهِ، وَيَقُولُ: «يَا عَمَّارُ أَلَا تَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً كَمَا يَحْمِلُ أَصْحَابُكَ؟» قَالَ: إِنِّي أُرِيدُ الْأَجْرَ عِنْدَ اللَّهِ، قَالَ: فَجَعَلَ يَنْفُضُ وَيَقُولُ: «وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» قَالَ: وَيَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهَذِهِ السِّيَاقَةِ»

[التعليق - من تلخيص الذهبي 2653 - على شرط البخاري)

(مستدرک حاکم حدیث: 2653)

معلوم ہوا کہ دو جلیل القدر صحابہ سیدنا ابو سعید خدریؓ اور سیدنا عبداللہ بن عباسؓ اور دو بڑے تابعین مفسر قرآن عکرمہؒ اور علی بن عباسؒ کے نزدیک سیدنا عمار بن یاسرؓ کو شہید کرنے والا "فئہ باغیۃ" (باغی گروہ) خوارج کا ہو گا۔

مولانا ارشاد الحق اثری اپنی تحریرات کے آئینے میں

ابن عبد البر مقتدمین میں سے ہیں:
جناب اثری صاحب رقمطراز ہیں:
''اور آئمہ متقدمین مثل ابن عبد البرؒ، ابن حزمؒ، بغویؒ، اور حازمیؒ کی تصریحات سے بھی اس کی تردید ہوتی ہے۔''
(توضیح الکلام: ۵۰۶)
ابن عبد البر متاٴخرین میں سے ہے۔
لیکن جب علامہ ابن عبد البرؒ حدیث ابی موسیٰ اشعریؓ کو صحیح قرار دینے کا جرم کر بیٹھتے ہیں تو یہی اثری صاحب پینترا بدل کر لکھتے ہیں:
''ان حضرات کے علاوہ متاٴخرین مثلاً علامہ قدامہؒ، ابن تیمیہؒ، ابن عبد البرؒ، عینیؒ، ماردینیؒ، ابن کثیرؒ، علامہ منذریؒ، موفق الدین ابن قدامہ کی آراء تو محض ظاہر سند کی بنا پر ہیں۔'' (توضیح الکلام: ۷۱۱)
اثری صاحب کی پسند پیش خدمت ہے:

تیری بات کو بت حیلہ گر نہ قرار ہے نہ قیام ہے
کبھی شام ہے، کبھی صبح ہے، کبھی صبح ہے، کبھی شام ہے

امام شعبیؒ نے پانچ سو صحابہ کرام سے ملاقات کی۔
موصوف اثری صاحب لکھتے ہیں:
''امام عامر بن شراحیلؒ جو امام ابو حنیفہؒ کے استاد ہیں اور انہیں پانچ سو صحابہ کرامؓ سے شرف ملاقات بھی حاصل ہے۔''
(مقالات ۳۲/۱)

تصویر کا دوسرا رخ

اثری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

امام شعبی نے گو سینکڑوں صحابہ کرام کا زمانہ پایا لیکن امام العجلی نے صراحت کی ہے کہ: "انہوں نے صرف ۴۸ صحابہ کرامؓ سے سماع کیا ہے۔" (تہذیب ۶۷/۵)

حضرت عبادہؓ، عائشہؓ، ابن عمرؓ، وغیرہ کبار صحابہ کرام سے ان کا سماع نہیں۔ حضرت علیؓ سے صرف ایک روایت انہوں نے سنی ہے۔ (تہذیب ۶۸/۵) (توضیح الکلام: ۱۰۱۱)

قارئین کرام اثری صاحب حضرت ابن عمرؓ سے سماع کے سلسلے میں تو صحیح بخاری سے بھی بغاوت کر گئے۔

ملاحظہ فرمایئے!

"امام شعبیؒ نے خود فرمایا کہ میں نے دو یا ڈیڑھ سال کا عرصہ حضرت ابن عمرؓ کی صحبت میں گزارا ہے۔"

(صحیح بخاری: ۱۰۶۲/۲ طبع مکتبہ رحمانیہ)

محدث کے سند کو "متصل سند" کہنے کے بعد تدلیس کا اعتراض فضول ہے۔

جناب ارشاد الحق اثری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"پھر جب محدث مبارکپوریؒ، اور امام بیہقی نے اسی عبارت میں امام ابن خزیمہؒ سے نقل کیا ہے (ھذا اسنادہ متصل) کہ یہ سند صحیح اور متصل ہے۔ تو پھر سند میں تدلیس کا اعتراض والزام بے معنی ہے۔ (توضیح الکلام: ۴۳۷)

محدث کے "صحیح متصل" کہنے کے باوجود اثری صاحب کا اعتراض کرنا:

علامہ ابن قدامہؒ کے حدیث جابرؓ "من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراہ" کے متعلق اسنادہ صحیح متصل کہنے کے جواب میں اثری صاحب لکھتے ہیں:

حافظ شمس الدین بن قدامہ کا اس حدیث کو متصل اور اس کی سند کو صحیح کہنا بظاہر سند کے اعتبار سے ہے لیکن جب کہ "ابو الزبیر" مدلس ہے اور اس کی یہ روایت جمیع طریق سے معنن ہے تو ان کا یہ دعویٰ صحیح نہیں۔ ہماری ان گزارشات سے واضح ہو جاتا ہے کہ ابولزبیر مدلس ہے اور اس کی یہ روایت معنن ہے ، لہٰذا اسے صحیح یا حسن قرار دے کر استدلال کرنا صحیح نہیں۔ (توضیح الکلام: ۸۹۴)

الصحیح لاابن حبان کی معنعن روایات قابل قبول ہیں:

اثری صاحب کی درج ذیل عبارات ملاحظہ فرمائیں:

(الف)''امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں یہ روایت (۲۱۲/۳،۲۰۷) ذکر کی ہے اور وہ مقدمہ میں لکھتے ہیں: ''فاذا صح عندی خبر من روایتہ مدلس انہ بین السماع فیہ لا ابالی ان اذکرہ من غیر بیان السماع فی خبرہ بعد صحتہ عندی من طریق آخر (۹۱/۱)
یعنی میرے نزدیک مدلس جب مدلس سے کسی اور سند میں سماع ثابت ہو گا تو بلا تصریح بلا کھٹکے اسے نقل کروں گا۔ لہٰذا اگر مکحول کو مدلس بھی تسلیم کیا جائے تو امام ابن حبانؒ کا اسی اصول کے مطابق اسے اپنی صحیح میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مکحول کا محمود سے سماع ثابت ہے۔ (توضیح الکلام: ۳۱۶،۳۱۵)
(ب)''امام مسلم کے علاوہ امام ابن حبانؒ نے بھی اپنی الصحیح میں یہ روایت ذکر کی ہے اور مقدمتہ الصحیح (ص: ۹۰) میں انہوں نے صراحت کی ہے کہ میں نے مدلسین کی وہی روایات اپنی اس کتاب میں ذکر کی ہیں جن میں سماع ثابت ہے۔ ان کی وضاحت کرنا بھی دلیل ہے کہ اپنی اس کتاب میں ابوالزبیر کا سماع ثابت ہے۔ (مقالات: ۲۷۹/۲)
(ج)''امام ابن حبانؒ نے مقدمہ صحیح ابن حبان (۹۰،۹۱/۱) میں صراحت کی ہے کہ ''مدلسین کی معنعن روایت سے یہ بھی احتجاج کرتے ہیں، جب انہوں نے سماع کی تصریح کی ہو، اس کے بعد ہم ان کی معنعن روایت کو لانے میں کوئی پرواہ نہیں کرتے امام ابن حبانؒ کا یہ اعلان، پھر ان کا ابن عجلان کی معنعن روایت کو لانا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک صراحت سماع ثابت ہے، گو انہوں نے اسے معنعن ذکر کیا ہے۔ (تنقیح الکلام: ۸۷)
جب انصاف چیخ اٹھا
جناب اثری صاحب لکھتے ہیں
حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت میں ''ماتیسر'' کی زیادت بھی مروی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ، ابن سید الناس اور مولانا شمس الحقؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ: ''اسنادہ صحیح ورجالہ ثقات'' (محصلہ ۲۹/۲)
ہمیں تسلیم ہے کہ اس روایت کے راوی ثقہ ہیں مگر یہ طے شدہ اصول ہے کہ راویوں کے ثقہ ہونے سے متن کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ جب تک کہ دیگر علل سے بھی وہ روایت پاک نہ ہو، وہ روایت صحیح نہیں ہو سکتی۔ امام بخاری نے تصریح کی ہے کہ اس کی سند میں قتادہ ہے جس نے ابو نضرۃؒ سے سماع کی صراحت نہیں کی۔ ان کے الفاظ ہیں: ''لم یذکر قتادہ سماعا من ابی نضرۃ فی ھذا'' (جزالقراء: ۱۴)
اور محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قتادہؒ مدلس ہے۔ لہٰذا اس کی سند صحیح کہنا محل نظر ہے۔'' (توضیح الکلام: ۱۳۷،۱۳۶)

حضرت ابو سعید خدریؓ کی ''ماتیسر'' والی روایت جو قتادہ عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری کی سند سے مروی روایت ہے جس کو اثری نے مذکورہ بالا عبارات میں ''غیر منصفانہ'' جروح کا نشانہ بنایا ہے۔ دیگر محدثین کی طرح محدث ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں باسند نقل کی ہے۔ پوری روایت متن مع السند ملاحظہ فرمائیں: ''اخبرنا احمد بن علی بن المثنی حدثنا ابو حنیفہ قال حدثنا عبدالصمد بن عبدالوارث حدثنا ھمام حدثنا قتادہ عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدریؓ قال: امرنا نبیاﷺ: ''ان نقرابفاتحۃ الکتاب وماتیسر''۔ (صحیح ابن حبان: ۹۲/۵ حدیث ۱۷۹۰)

اور یہ بات اثری صاحب کو بھی معلوم تھی کہ مذکورہ روایت الصحیح ابن حبان میں موجود ہے، کیونکہ اثری صاحب نے مذکورہ روایت کے بعد والی محدث ابن حبان کی بات کو اپنی تائید میں نقل بھی کیا ہے۔ چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

''امام ابن حبان ''ماتیسر'' کی روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: کہ فاتحہ کی فرضیت پر اور بہت سے دلائل ہیں: ''والامر بقراءۃ ماتیسر غیر فرض دل الاجماع علی ذلک'' مگر فاتحہ سے زائد کی قراءت کے فرض نہ ہونے پر اجماع ہے۔

(الاحسان ۱۴۱/۳)(توضیح الکلام: ۱۳۶)

چاہیے تو یہ تھا کہ اثری صاحب اپنے اُس اصول کی پاسداری کرتے جس اصول سے توضیح الکلام، تنقیح الکلام وغیرہ میں اپنے مسلک کے دفاع کے لیے کام لیا ہے اور مذکورہ روایت پر کم سے کم قتادہ کی تدلیس کا اعتراض نہ کرتے، لیکن اثری صاحب نے صحیح ابن حبان کی مذکورہ روایت پر کم از کم قتادہ کی تدلیس کا اعتراض کر کے نہ صرف اپنے پسندیدہ اُصول کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیری ہیں بلکہ ہمیں یہ بھی بتلادیا ہے کہ: ''ہم غیر مقلدین کے ہاں عدل وانصاف نام کی کوئی چیز نہیں۔''

اثری صاحب ذرا اپنے دل پسند شعر پر بھی ایک نظر دوڑالیں!

ہم بھی قائل ہیں تیری نیرگی کے یاد رہے

او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

مام أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني. الفقيه والمحدث۔ المتوفی 241ھ نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "فضائل صحابہ"۔ اس میں انہوں نے ایک عنوان قائم کیا ہے۔

فَضَائِلُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

(فضائل صحابہ ج2ص913)

یہ ان کم علم لوگوں کے منہ پر طمانچہ ہے۔ جو کہتے ہیں کہ ''محدثین نے فضائل معاویہ بیان ہی نہیں کیے اور نہ ہی کسی محدث نے فضائل معاویہ کا عنوان قائم کیا''۔